



18 جون 2017ء

نئے میگزین



حجابی پہناوے بنائیں آپ کی
شخصیت کو پرکشش اور پر وقار



**آئی پی ایل ٹریٹمنٹ جیسی فیرنیس

itsurdu.blogspot.com



لیزر لائٹ ٹریٹمنٹ جیسا نکھار

بہترین فیرنیس کے لئے دنیا بھر میں جلد کے ماہرین لیزر ٹریٹمنٹ کی جدید ٹیکنالوجی کا استعمال کرتے ہیں۔ اگر یہی ٹریٹمنٹ صرف ایک کریم سے مل جائے تو؟
اب لیزر لائٹ ٹریٹمنٹ جیسی فیرنیس ملے ”فیر اینڈ لولی ایڈوانس ملٹی وٹامن“ سے۔
اس کا طاقت ور ملٹی وٹامن فارمولا لیزر لائٹ کی طرح جلد کی گہرائی تک جاتا ہے۔ سیاہ خلیات کو صاف اور روشن کر کے جلد کو نکھارتا ہے۔
تو لیزر لائٹ ٹریٹمنٹ جیسے نکھار کے لئے صرف فیر اینڈ لولی کا بیسٹ فارمولا۔

Fair & Lovely | ADVANCED
MULTI VITAMIN™

*لیزر لائٹ ٹریٹمنٹ سے مراد جلد کے اندر آئی پی ایل (Intense Pulsed Light) ہے

*تخلیقی خاکہ

دھوکے سے بچئے!

جیسے لوہا ایک دھات ہے مگر سونا نہیں
اس طرح ہر پلاسٹک 100% خالص فرنیچر گریڈ میٹریل نہیں۔

صرف باس پیورو 100% خالص معیار کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔

کرسیوں کی بیک پر کا امبوس شدہ لوگو ضرور دیکھئے



خالص معیار کی ضمانت
100%

خالص فرنیچر گریڈ میٹریل



Excellent After Sale Service
Tel: +92 55 3842891-7, Ext. 204

From the house of:



R E D
RELIABLE ECONOMICAL DURABLE



www.bossplas.com

RAWALPINDI: NADEEM TRADERS, PH:0300-9507749, BOSS DISPLAY, PH: 0323-5585500. **KOHAT:** ALI BROTHERS, PH: 0331-7171736. **PESHAWAR:** BOSS DISPLAY, PH: 0345-2214621. **MARDAN:** JADDA PLASTIC, PH:0321-9871546. **MULTAN:**HASHMI FURNITURE, PH: 0303-7861095. **SAHIWAL:** CHAUDARY TRADERS, PH:0345-2808146. **ABBOTABAD:**AL MISBAH STEEL FUR, PH:0334-8982090. **SWAT:** HAMZA STEEL FURNITURE, PH: 0300-5741899. **CHAKWAL:** STYLE PLASTIC FURNITURE, PH: 0300-5782189. **JEHLUM:** BOSS FURNITURE, PH: 0300-9510929, **MIRPUR(AJK):** CHOUDARY TRADER, PH:0346-5054387. **LAHORE:**TOP STEEL FURNITURE, PH:0321-4773274, SMART FURNITURE, PH:0322-5566779, PAKISTAN ENTERPRISES, PH:0321-4982822. **FAISALABAD:** VIP FURNITURE, PH: 0300-7918717, FAISAL TRADERS, PH: 0321-8666741. **SARGODHA:** FAROOQ TRADERS, PH: 0321-9608796, FINE PLASTIC FURNITURE, PH: 0321-6020154. **MALIK & SONS,** PH: 0301-6717929. **MANSEHRA:** FAISAL TRADERS, PH: 0300-5636813. **JHANG:** DANIAL STEEL POINT, PH: 0347-7861819. **MBD:** BOSS DISPLAY CENTER, PH: 0321-2286111. **GUJRANWALA:** FLAGSHIP STORE, PH: 055-3841102. **AL HAFIZ BOSS DISPLAY,** PH: 0321-6485122. **SIALKOT:** NAEEM MUGHAL TRADER, PH:0300-7139782, CITY PLASTIC FURNITURE, PH:0300-6100684. **UMER TRADERS,** PH:0321-6159007. **HANAN PLASTIC,** PH: 0321-8632467. **GUJRAT:** MUGHAL OFFICE FUR, PH: 0300-9625875. **WAZIRABAD:** MOON PLASTIC FURNITURE, PH: 0305-6262617. **KARACHI:** ABDUL KAREEM FURNITURE, PH: 0323-2740463, SOHAIL AHMED & CO. PH:0322-2501388, SALE POINT, PH:0321-2083400, **LARKANA:** FANCY PLASTIC FUR, PH:0300-3427530. **QUETA:** MASOOD BROTHERS, PH: 0300-3842692. **HYDERABAD:** BOSS DISPLAY CENTER, PH: 0312-9891433. **SUKHAR:** ABID & BROTHER, PH: 0333-7152431. **MIANWALI:** GRACE FOAM, PH: 0305-8003856. **DI KHAN:** FRONTIER FURNITURE, PH: 0300-9091690. **BANNU:** SHAH ENTERPRISES, PH: 0306-8077305. **KHUSHAB:** UNIQUE HOUSE, PH: 0300-0674779.

تذریہ میلتین

18 جون 2017ء

انٹرویو



حسین اخلاق

متحدہ قومی موومنٹ پاکستان کے موجودہ سربراہ فاروق ستار 1959ء میں کراچی میں پیدا ہوئے اور جناح سندھ میڈیکل یونیورسٹی سے طب کی تعلیم مکمل کی۔ کراچی کے میئر کے طور پر 1987ء میں اپنے سیاسی کیریئر کا آغاز کیا۔ 1993ء میں انہوں نے سندھ کی صوبائی اسمبلی میں قائد حزب اختلاف کے طور پر خدمات انجام دیں اور مختلف عہدوں میں، صوبائی اور وفاقی کابینہ کے ایک رکن تھے انہوں نے 1997ء سے 1999ء تک سندھ حکومت میں صوبائی وزیر کے طور پر خدمات انجام دیں اور 2008ء سے 2013ء تک سمندر پار پاکستانیوں کے وفاقی وزیر کے طور پر۔ پاکستان کی قومی اسمبلی میں ایم کیو ایم کے ڈپٹی کنوینر کے ساتھ ساتھ اس کے پارلیمانی لیڈر تھے اور 1988ء کے بعد سے پاکستان اور سندھ اسمبلی کی قومی اسمبلی کے رکن رہے کراچی کی نمائندگی کی ہے۔ 22 اگست 2016ء کو ایم کیو ایم لندن کے سربراہ الطاف حسین کی جانب سے ملک دشمن تقریر اور نعروں کے بعد پیش آنے والی صورتحال پر نہ صرف انہوں نے اپنی جماعت کو ان سے الگ کیا بلکہ اس حوالے سے جماعت پر پڑنے والے دباؤ کو بھی کسی حد تک کم کرنے میں کامیاب رہے ہیں۔ ان کے مخالفین بھی ان کی سیاسی اور ذاتی فہم فراموشی کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ روزنامہ خبریں نے موجودہ اور ماضی کے

سرگرمیوں میں بھی رکاوٹ ہے۔ ہمیں جائز سیاسی آپس ملٹی چاہیے اور سیاسی ٹھن نہیں ہونی چاہیے، اگر ہمارے 23 اگست کے اقدام کو دل سے نہیں مانا گیا، پاکستان زندہ باد کہنے والوں کو تھکی نہ دی گئی۔ کارکنان باز باہ نہ ہوئے تو پھر لوگ سوچنے پر مجبور ہوں گے کہ یہ مائنس ون پر اکتفا نہیں کیا جا رہا اور بات اس سے آگے جارہی ہے، حادثاتی طور پر اگر ہم نے لاطینی اختیار کر لی اور ملٹی طور پر مائنس ون کا فارمولہ نافذ ہو گیا تو اس کے بعد بھی اب تک ہمیں دفاتر واپس نہ ملے اور پھر خوف کی فضا قائم ہو تو لوگ ابہام کا شکار ہوتے ہیں۔

خبریں: ڈاکٹر عمران فاروق قتل کیس کے بارے آپ کی رائے کیا ہے اور کیا ایم کیو ایم پاکستان کے بعد آپ کو خطرات لاحق نہیں ہیں؟

فاروق ستار: 22 اگست کو بانی ایم کیو ایم نے خود کھاپڑی پر پیر مارا اس کے لیے انہیں کسی نے مجبور نہیں کیا تھا بلکہ پارٹی میں انہیں کوئی بھی کسی بھی کام کے لیے مجبور کر رہی نہیں سکتا تھا۔ میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ میں اس ایم کیو ایم میں نہیں ہوں گا جس میں اسٹیلٹھنٹ بانی ایم کیو ایم کو کسی واپس لائے۔ میرے خیال میں اب وقت آچکا ہے کہ عظیم احمد طارق اور ڈاکٹر عمران فاروق کے قاتلوں کو پتا چلنا چاہیے۔ ہم عظیم احمد طارق اور عمران فاروق قتل کیس کی تحقیقات میں تعاون کے لیے بھی تیار ہیں، عظیم احمد طارق کے قتل کی سازش

ریجنری کی سیکورٹی دینے پر کام کرنے کی یقین دہانی کرائی ہے اب دیکھیے آگے کیا ہوتا ہے۔

خبریں: ایم کیو ایم پاکستان کے پلیٹ فارم سے آپ کراچی کے شہریوں کو کیا پیغام دیں گے؟

فاروق ستار: ہم نے عہد کیا تھا کہ کراچی کی مخصوص یونیز کو ماڈل یونیز بنائیں گے جن میں ضلع کورنگی، ملیر، لائڈھی اور شاہ فیصل

ایک مرتبہ پھر کی توانائی، جذبہ اور دلولہ ملا ہے، اب ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ پیچھے مڑ کر نہیں دیکھیں گے اور بے وسیلہ، بے اختیار ہونے کے باوجود تمام وسائل اپنی مدد آپ کے تحت استعمال میں لا کر کراچی کی یونیز کو ماڈل شکل دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ سب سے بڑی طاقت کراچی والوں کا اتحاد ہے، اس اتحاد کو استعمال کر کے

کی پوری ٹیم کا زبردست خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ کچھ اٹھانے والی گاڑیوں میں شریکر زنگے جائیں تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ یہ گاڑیاں جام چاکر تک پھرا ٹیکر گئیں بھی ہیں یا نہیں یا انہوں نے کسی ضلع سے کچھ اٹھا کر اور کسی ضلع میں ڈال دیا ہے۔

خبریں: پانی جیسی بنیادی سہولت کی عدم فراہمی شہر قائد کے سب سے بڑے مسائل میں سے ایک ہیں، ایم کیو ایم اس حوالے سے کیا کر رہی ہے؟

فاروق ستار: وزیر اعلیٰ مراد علی شاہ اور وزیر بلدیات جام خان شورو کے پاس واٹر بورڈ موجود ہے، ہم ان سے گزارش کی ہے کہ تھوڑی رسائی واٹر بورڈ تک ہمیں بھی دیں، 180 پیپنگ انشیشن اور 180 وال کراچی میں ہیں یہ ہماری نگرانی میں دیدیں، ہم یہاں ڈیوٹیاں لگائیں گے اور پانی کی منصفانہ تقسیم کو یقینی بنا کر کراچی کے عوام کو لاحق پانی کی فراہمی کے دیرینہ مسئلے کو یقینی طور پر حل کریں گے۔ وزیر اعلیٰ سندھ کو کچھ نیا یا کمال کرنے کی ضرورت نہیں ہے 2013ء کے قوانین کو ایسے ہی رہنے دیں بس نیت کر لیں تو راستہ خود ہی بن جائے گا، ہم نے سمری بنائی ہے جو اختیارات اور وسائل ہمارے پاس موجود تھے وہ بغیر قانون سازی کے بھی دیئے جاسکتے ہیں۔

اس وقت بہت سے جماعتیں کراچی کا وارث ہونے کی دعویدار ہیں ایم کیو ایم پاکستان اس معاملہ میں کہاں کھڑی ہے؟

فاروق ستار: کراچی کو فتح کرنا ہے تو کراچی والوں

کے دلوں میں جگہ بنانی ہوگی اور ان کے بنیادی مسائل کو سنجیدگی سے حل ہو کر نا ہوگا۔ ایم کیو ایم پاکستان کے جلسے میں لاکھوں افراد نے شرکت کر کے ایم کیو ایم کے بانی الطاف حسین کی تقریر کی مخالفت اور علیحدگی کے فیصلے کی توثیق کی اس وقت ایم کیو ایم پاکستان محروم طبقوں کی واحد اور ملک کی چوتھی بڑی سیاسی جماعت ہے جسے سازشوں کے ذریعے قومی دھارے سے دور رکھنے کی کوششیں کی جارہی ہے۔ کراچی کے عوام بھی ایم کیو ایم کے ساتھ تھے اور آج بھی ساتھ ہیں ایم کیو ایم صرف اردو بولنے والوں کی جماعت نہیں بلکہ اس میں سندھی، پنجتون، بلوچ، پنجاب اور کشمیری، سرانسی، گلگت، ہزارہ والا اور پشتون بھی شامل ہیں اگر ایم کیو ایم کے خلاف سازشیں کی گئیں تو یہ ملک کے محروم طبقوں سے زیادتی کے مترادف ہے 2018ء کے انتخابات میں ایم کیو ایم پاکستان پہلے سے زیادہ نشستیں حاصل کرے گی۔

خبریں: ایم کیو ایم پر ماضی میں بھی بھتہ مانگنے اور زبردستی چندہ جمع کرنے جیسے سنگین الزامات لگتے رہے ہیں کیا یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے؟

فاروق ستار: اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ پارٹی اس وقت مال بحران کا شکار ہے اور ہم نے پارٹی اخراجات بھی کم کر دیے ہیں ڈونرز سے بھی گزارش کی ہے۔ کے کے ایف کے معاملات بھی خراب ہو گئے، میں وزیر رہا، میئر رہا مگر میرے مالی حالات اچھے نہیں، میری جائیداد کاؤٹس کی چھان بین کر لی جائے، میری کھلی آفر ہے۔ ہمارے دوست احباب مدد کر دیتے ہیں اس لیے خدمات کی رقم جمع کرادی، ہم ذکوہ جمع نہیں کریں گے، کارکنوں کو پیغام دے دیا ہے، ہم پر کوئی دباؤ نہیں مگر کوئی الزام آئے اس سے بہتر ہے نہ جمع کریں مستحق خاندانوں کا رابطہ بغیر حضرات سے کر دیا جائے گا۔

☆☆☆

بتدریج کراچی کا نقشہ تبدیل کر دیں گے اور کراچی کو ایشیا کا صاف ترین شہر بنائیں گے جبکہ تعمیر و ترقی کا ایسا عمل شروع

کر رہے ہیں جو دیر پا ہوگا۔ ایسا نہیں ہوگا کہ ادھر سڑکیں بنائیں، نکاسی آب کی لائنیں ڈالیں اور ادھر ٹوٹ گئیں ہم نے ماڈل کیوں کیلئے اس طرح کی منصوبہ بندی کی ہے کہ وہ برسوں پختہ رہیں گے اور اس میں لاگت ڈامروالی سڑکیں بنانے سے بھی کم آئے گی۔ انہوں نے کہا کہ پور بلانک سے فلورنگ کر کے سڑکیں تعمیر کی جائیں گی، کم سے کم وسائل میں ہم نے یہ عزم کیا ہے کہ خوبصورت اور پکی گلیاں بنائیں اور یہ پاکستان میں پہلی مرتبہ ہوا ہے۔ انہوں نے کہا کہ پختہ گلیاں مثالی اور منفرد کام ہیں جس پر میں ضلع کورنگی کے چیئرمین نیر رضا اور ان

وقت آگیا ہے کہ ڈاکٹر عمران فاروق کے قاتلوں کا پتہ چلا یا جائے

ایم کیو ایم پاکستان کے سربراہ ڈاکٹر فاروق ستار سے خصوصی انٹرویو

کی ایک ایک پوزیشن کی گئی ہیں اور ایک پوزیشن میں 100 گلیاں پختہ بنائیں گے اور نکاسی آب اور صفائی ستھرائی کا بہترین نظام دیں گے اور اس طرح ضلع کورنگی کی 4 یونیز کو ماڈل یونیز میں تبدیل کیا جائے گا جہاں ایک ایک ماڈل اسکول، ڈسپنسری بھی بنائی جائے گی۔ ہماری 100 روزہ مہم کو

کیا تھی، قاتل کون تھے، ان سب سوالوں کا جواب ملنا چاہیے، عمران فاروق قتل سے متعلق ہمارے ذہن میں بھی سوالات ہیں جن کے جواب نہیں ملے۔ مجھے بھی خطرہ ایک جگہ سے نہیں ہے، وزیر اعظم، آرمی چیف، کورمانڈر اور ڈی جی ریجنر کو اپنی سیکورٹی کے لیے خط لکھا ہے، چوہدری ثار کو ملاقات میں اپنی سیکورٹی سے متعلق براہ راست خط دیا، چوہدری ثار نے

حوالے سے ان سے کچھ گفتگو کی جو قارئین کی پیش خدمت ہے۔

خبریں: 22 اگست کو ریاست مخالف تقریر کے مقدمات میں آپ کی نامزدگی ایم کیو ایم پاکستان کی جانب سے واضح مذمت نہ آنے کے باعث ہوئی؟

فاروق ستار: حکومت کی جانب سے بھی 22 اگست کے مقدمات پر واضح پالیسی اختیار کی جائے اب وقت آگیا ہے کہ ان مقدمات کا فیصلہ ہونا چاہیے اور ایم کیو ایم کارکنان کو اگر اس مقدمے میں قید کیا گیا ہے تو انہیں بھی رہا ہونا چاہیے۔ ہم عدالتوں کا احترام کرتے ہیں جب بلایا گیا عدالت جائیں گے لیکن ہم پر بنائے گئے تمام مقدمات سیاسی نوعیت کے ہیں۔ 23 اگست 2016ء کو غیر معمولی اقدام کیا اور پاکستان اور اس کی سیاست کے لئے کھڑے ہوئے۔ ہم نے 22 اگست کو ہونے والے واقعات کی مذمت بھی کی اور آئینی و قانونی تقاضے مکمل کرنے کے باوجود حکومتی سطح پر ابہام ہے۔ جموئے مقدمات پر اپنے وکلاء سے بھی مشورے کر رہے ہیں اور اگر ضرورت پڑی تو عدالتوں سے بھی رجوع کیا جائے گا۔ میں بار یقین دلا رہا ہوں کہ 22 اگست کے روز جو لوگ پریس کلب کے باہر موجود تھے انہیں کوئی علم نہیں تھا کہ کیا نعرے لگنے جارہے ہیں، اس لئے اس پر ایک پالیسی فیصلہ ہونا چاہیے کیوں کہ حکومتی سطح پر ابہام کراچی میں آزادانہ سیاسی



ایڈیٹر میگزین: ندیم اہل

ایڈیٹر انچارج: یاسمین شاہد

ایڈیٹر: امتنان شاہد

چیف ایڈیٹر: ضیاء شاہد



فیصد کی عمر 65 سے زیادہ ہے۔

انتقال خون

14 جون کو بلڈ ڈونرز ڈے یعنی خون کا عطیہ دینے والوں کا دن منایا جاتا ہے۔ خون میں گروہس دریافت کرنے والے طبی سائنسدان کاری لینڈ سٹیز کی تاریخ پیدائش 14 جون 1868ء کی مناسبت سے اس دن کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ سٹیز کو اس دریافت پر نوبل انعام دیا گیا۔

عطیہ کئے جانے والا خون ایک خاص پلاسٹک کے بیگ میں اکٹھا کیا جاتا ہے جس میں پہلے سے اینٹی کوآگلیٹ دوا ڈالی جاتی ہے جو خون کو جمنے سے روکتی ہے اگر یہ دوا بیگ میں نہ ڈالی جائے تو خون اسی بیگ میں جم جائے Clot کر جائے اور بے کار ہو جائے۔

اس بیگ میں موجود خون کو بطور بول بلڈ بھی مریض کو لگایا جاسکتا ہے اور اس سے خون کے مختلف پراڈکٹس ہائے جاسکتے ہیں جو ضرورت کے مطابق الگ الگ بھی لگائے جاسکتے ہیں جیسا کہ Plasma, Platelets, Albumin Red Cell۔ خون عطیہ کئے جانے سے پہلے عطیہ دینے والے کے خون کے نمونے پر مختلف ٹیسٹ کئے جاتے ہیں جنہیں بلڈ سکریننگ کہتے ہیں۔ ان میں ایڈز، ہیپاٹائٹس وائرس لازمی ہیں۔ مختلف ممالک میں بلڈ سکریننگ میں مزید ٹیسٹ بھی شامل کئے جاتے ہیں۔

1930ء سے پہلے مریضوں میں انتقال خون کیا جاتا تھا لیکن خون کے گروہس اور ریسر (پازٹیوٹیکو) کی مکمل معلومات نہ ہونے سے باعث زیادہ تر مریضوں میں انتقال خون سے ری ایکشن ہو جاتا اور موت واقع ہو جاتی۔

طبی لحاظ سے خون کا عطیہ دینے والے کی عمر 17-66 سال کے درمیان وزن کم از کم 50 کلوگرام ہو، طبی لحاظ سے صحت مند ہو، کوئی دائمی مرض نہ ہو۔ ایک بیگ میں 400-450 ملی لیٹر خون اکٹھا کیا جاتا ہے بعض ممالک میں یہ مقدار اس سے بھی کم ہوتی ہے۔ یہ مقدار جسم کے تمام خون کا 10 فیصد سے بھی کم ہے۔ خون عطیہ کرنے سے پہلے کچھ بھی کھانی سکتے ہیں بلکہ پانی یا شربت پینا اچھا ہے عطیہ کرنے کے بعد کچھ دیر لیٹے رہنا اور پھر اٹھ کر کھانا جس شربت پینا ضروری ہے۔

خون عطیہ کرنے کے بعد 36 گھنٹے کے اندر خون کے سرخ ذرات بن جاتے ہیں دو سے تین دن میں پلازما کی کمی پوری ہو جاتی ہے۔ ایک مکمل صحت مند شخص ہر چار ماہ بعد خون کا عطیہ دے سکتا ہے نیا خون بننے کے عمل کے دوران جسم میں قوت مدافعت بڑھتی ہے۔

تاریخ

1930ء میں انتقال خون کے سلسلے میں ماسکو میں ایک انوکھا تجربہ کیا گیا ایک حادثے میں مرجانے والے 60 سالہ شخص کے جسم سے خون ایک ایسے نوجوان میں منتقل کر دیا گیا جس کے دونوں کلیاں کاٹ کر خودکشی کی کوشش کی تھی نتیجتاً نوجوان کی زندگی بچ گئی۔

1963ء میں خون کی موبائل دین کے ذریعے خون ہسپتالوں میں پہنچایا جانے لگا۔

40ء میں خون کے مختلف اجزاء پلازما اور سرخ ذرات کو علیحدہ کرنے کا طریقہ دریافت کیا گیا۔

41ء میں ریکراس بلڈ بینک کا قیام عمل میں آیا۔

43ء میں یہ معلوم کیا گیا کہ ہیپاٹائٹس کے مریض کا خون کسی دوسرے کو لگانے سے مرض اس شخص میں منتقل ہو جاتا ہے۔

48ء میں عطیہ کئے گئے خون کے لئے بوتلوں کی بجائے پلاسٹک بیگ کا استعمال شروع ہوا۔

☆☆☆

موت بھی واقع ہو سکتی ہے۔

ہر سال کی طرح اس سال بھی عطیہ خون کے عالمی دن کا ایک سلوگن مقرر ہے۔ ”آپ کیا کر سکتے ہیں“ خون عطیہ کریں اب کریں! اکثر کریں! اس سلوگن کا مقصد اور اس سال کا عزم ایمر جنسی حالات میں خون کی دستیابی خون کا عطیہ کرنا ہے۔ عموماً ایمر جنسی یا حادثات ہونے پر ہر کوئی یہی سوچتا ہے کہ میں کیا مدد کر سکتا ہوں! کیسے کر سکتا ہوں تو خون کا عطیہ کرنا بہترین مدد ہو سکتا ہے۔ 2016ء میں یہ سلوگن خون کا عطیہ سب کو آپس میں جوڑتا ہے تھا۔

چند حقائق

عالمی ادارہ صحت COHO نے دنیا بھر میں خون عطیہ کرنے کے کچھ اعداد و شمار جاری کئے ہیں۔ ہر سال دنیا بھر میں تقریباً 11 کروڑ سے زائد خون کے عطیات اکٹھے ہوتے ہیں ان میں تقریباً 50 فیصد ترقی یافتہ ممالک میں رضا کارانہ دیے جاتے والے عطیات ہیں۔ ترقی پذیر ممالک میں 65 فیصد تک خون کے عطیات 5 سال سے کم عمر بچوں کو لگتے ہیں جبکہ ترقی یافتہ ممالک میں 60 فیصد تک عطیات 65 سال سے زائد عمر کے افراد کو لگتے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ اگر ہر ملک کی ایک فیصد آبادی خون عطیہ کرے تو مریضوں کی ضرورت کا بڑا حصہ پورا ہو جاتا ہے۔ ترقی یافتہ ممالک میں ہر ہزار میں 33 افراد رضا کارانہ خون کا عطیہ دیتے ہیں جبکہ درمیانے ممالک میں ہر ہزار میں 11 اور ترقی پذیر ممالک میں ہر ہزار میں 4 رضا کارانہ خون عطیہ کرتے ہیں۔

2008-13ء تک رضا کارانہ خون عطیہ کرنے والوں میں ایک کروڑ سے زائد اضافہ ہوا ہے۔

دنیا بھر میں 39 ممالک ایسے ہیں جہاں ابھی تک WHO کی ہدایت کے مطابق خون عطیہ لینے سے پہلے خون کی سکریننگ یعنی ضروری ٹیسٹ نہیں کئے جاتے۔

پچھلے چند سالوں میں خون عطیہ کرنے والوں میں 5 فیصد کی عمر 18 سے کم 31 فیصد کی 24-18 کے درمیان 35 فیصد کی عمر 25-44 کے درمیان 26 فیصد کی 64-45 کے درمیان اور 3

خون کے گروپ کیا ہو سکتے ہیں		
بچے	ماں/باپ	ماں/باپ
O+, O-	O+, A+, B+, AB+	O+
O-	تمام گروپس سے	O-
A+, A-, O+, O-	A+, AB+	A+
A-, O-	A+, A-, AB+, AB-	A-
B+, B-, O+, O-	B+, AB+	B+
B-, O-	B+, B-, AB+, AB-	B-
تمام گروپس سے	AB+	AB+
AB-, A-, B-, O-	AB+, AB-	AB-

کیا جاتا ہے جو تھیلی کے اندر خون کو جم جانے سے روکتا ہے اسی حالت میں خون 35 دن تک قابل استعمال ہوتا ہے۔ خون کو ٹھنڈا یا محفوظ کرنے سے پہلے لیٹ ختم ہونے لگتے ہیں جبکہ پلازما اور سرخ ذرات موجود رہتے ہیں۔ محفوظ کرنے کیلئے 2-6 ڈگری سینٹی گریڈ پر رکھا جاتا ہے۔

بلڈ گروپ کونسا ہے؟

کسی بھی شخص کے خون کا گروپ کا تعین کرنے کے لئے خون کو لیبارٹری میں چیک کیا

ریسر یا RH سسٹم اور حمل

کسی بھی پازٹیو ریسر کی حاملہ خاتون کے بچے کو کوئی خطرہ نہیں ہوتا۔ ایک نیگیٹو ریسر کی حاملہ خاتون کے پہلے حمل میں بچے کو خطرہ نہیں ہوتا خواہ بچے کا ریسر گروپ پازٹیو یا نیگیٹو ہو لیکن جب ایک نیگیٹو ریسر کی حاملہ خاتون پازٹیو بچے کو جنم دیتی ہے تو دوران زچگی بچے کے خون سے خون کے سرخ ذرات ماں کے خون میں مل جاتے ہیں اور ماں کے خون میں ریسر اینٹی باڈی بن جانے کا باعث بنتے ہیں۔ مستقبل کے حمل کے دوران بچے میں منتقل ہو کر اسے نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ اسی لئے نیگیٹو ریسر کی حاملہ ماں اگر پزٹیو بچے کو جنم دے تو اسے فوری اینٹی ریسر انجکشن لگایا جاتا ہے جو ماں کے خون میں شامل ہونے والے اینٹی جن کو ختم کر دیتا ہے اس سے مستقبل کے حمل کے دوران بچہ محفوظ رہتا ہے۔ دیے تو ہر مریض کو اس کے اپنے گروپ کا خون ہی دیا جاتا ہے مگر ایمر جنسی کی صورت میں کچھ دوسرے گروپ بھی دیئے جاسکتے ہیں۔ نیگیٹو ریسر کے مریض کو پازٹیو گروپ نہیں دیا جاسکتا البتہ پازٹیو مریض کو نیگیٹو گروپ دیا جاسکتا ہے۔

AB گروپ کو A یا B یا O یا

14 جون کو خون کا عطیہ کرنیوالوں کا دن منایا گیا

AB گروپ دیئے جاسکتے ہیں لیکن AB گروپ سوائے AB کے کسی اور کو خون نہیں دے سکتا۔ O گروپ کے لوگ دوسرے گروپ کو بھی خون دے سکتے ہیں لیکن خود صرف O گروپ سے خون لے سکتے ہیں۔

خون کی بوتل

خون کی منتقلی کے لئے پلاسٹک کی تھیلی استعمال کی جاتی ہے ماضی میں شیشی کی بوتل استعمال کی جاتی تھی تاہم اب بھی خون کی بوتل کا لفظ ہی استعمال کیا جاتا ہے خون کی ایک تھیلی 500 سی سی یعنی آدھا لیٹر کی ہوتی ہے اس تھیلی میں 63 سی سی ایسا مادہ شامل

خون کے گروپ کیا ہو سکتے ہیں

بچے	ماں/باپ	ماں/باپ
O	O	O
A یا O	A	O
B یا O	B	O
B یا A	AB	O
A یا O	A	A
B یا O	B	B
AB یا B یا A یا O	B	A
AB یا B یا A	AB	A
AB یا B یا A	AB	B
AB یا B یا A	AB	AB

خون کے پراڈکٹس

جہاں خون کی منتقلی پہلے کی نسبت بہت محفوظ اور بہتر ہو گئی ہے وہاں خون کو مکمل لگانے کے علاوہ اس کے اجزاء کو الگ الگ یا مریض کی ضرورت کے مطابق بھی لگایا جاتا ممکن ہو گیا ہے۔ ایسے خون کو بلڈ پراڈکٹس کہا جاتا ہے جو Cell, FFP, Platelet, Plasma, Pack ہیں۔



ڈاکٹر نوشین عمران

drnosheen786@hotmail.com

کہا جاتا ہے کہ انسان کو خون لگانے کا تجربہ کوئی سو سال پہلے کیا گیا تھا لیکن اس عمل کے دوران کئی مریض جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ 1901ء میں کارل لینڈ سٹیز نے خون کے مختلف گروپ کے بارے معلومات دی جن سے پتہ چلا کہ مختلف خون کے گروپ اگر اکٹھے ہو جائیں تو ایک دوسرے کے خلاف رد عمل ظاہر کرتے ہیں۔ ایسا رد عمل Agglutination کہلاتا ہے جس میں ذرات ایک دوسرے سے جڑ جاتے ہیں اور موت کا باعث بھی بن سکتے ہیں۔ کارل کے مطابق ایسا صرف خون کا غلط گروپ لگانے سے ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں مریض کے اندر مدافعتی طور پر اینٹی باڈی بن جاتی ہیں جو غلط گروپ کے خون پر حملہ آور ہوتی ہیں۔ اینٹی باڈی اسی پروٹین ہیں جو جسم میں مدافعت کا کام کرتی ہے۔ کارل کی تحقیق کے نتیجے میں خون کے گروپ اور انتقال خون کو مزید سمجھنے میں بہت مدد ملی۔ اس طبی تحقیق کے نتیجے میں 30ء میں کارل کو فریالوجی کا نوبل انعام دیا گیا۔

خون کیا ہے؟

انسانی جسم میں خون کی مقدار 4-6 لیٹر ہوتی ہے۔ خون میں موجود مختلف خلیوں کا کام ایک دوسرے سے الگ ہوا ہے۔ خون کے سرخ خلیے Red Blood Cell میں موجود ہیموگلوبن جسم میں آکسیجن کی منتقلی کا کام کرتا ہے۔ سفید ذرات White Blood Cell میں مدافعتی عمل میں حصہ لیتے ہیں۔ پلیٹ لیٹس خون کو ختم کئے کے دوران ضائع ہونے سے روکنے کا کام کرتے ہیں پلازما ایسا مادہ ہے جس میں خون کے تمام ذرات نمکیات پانی خوراک کے عنصر اور جذب شدہ اجزاء اور دوسرے مادے سفر کرتے ہیں۔

خون کے گروہس

اس وقت انسانی خون کی 30 مختلف سسٹم کے تحت درجہ بندی کی جاسکتی ہے جن میں روزمرہ عام استعمال والے O, B, A اور Rhesus سسٹم بھی شامل ہیں۔ ABO سسٹم میں خون کے چار گروپ ہیں۔ AB, BA, O جبکہ ریسر سسٹم ان تمام گروپ کو پازٹیو یا نیگیٹو میں تقسیم کرتا ہے جس سے آٹھ گروپ بن جاتے ہیں۔ بلڈ گروپ کا دار و مدار خون میں اسے اور بی اینٹی جن کی موجودگی یا غیر موجودگی پر ہوتا ہے۔ اینٹی جن خون کے سرخ ذرات پر لگی پروٹین ہے جبکہ اس کے خلاف کام کرنے والی پروٹین پلازما کے اندر ہوتی ہے۔ ہر خون کے گروپ میں اسی کی اپنی اینٹی جن ہوتی ہے جبکہ اس سے مختلف گروپ کی اینٹی باڈی ہوتی ہے۔

غلط گروپ لگنے پر اس گروپ کی اینٹی جن مریض کے خون میں شامل ہو جاتی ہے۔ مریض کے خون میں اس غلط گروپ کے خلاف رد عمل کے طور پر اینٹی باڈی حرکت میں آتی ہے اور اس پر حملہ آور ہو جاتی ہے۔ اس عمل میں دونوں باہم چپک جاتی ہیں جسے Agglutination کہا جاتا ہے۔ جن افراد کے خون کا گروپ پازٹیو ہوتا ہو ان کے خون کے سرخ ذرات پر اینٹی جن موجود ہوتا ہے جبکہ ان کے پلازما میں ریسر ز اینٹی باڈی نہیں ہوتی۔ جن افراد کے خون کا ریسر نیگیٹو ہو ان میں ریسر اینٹی جن ہی نہیں ہوتا۔

خون کے پراڈکٹس

جہاں خون کی منتقلی پہلے کی نسبت بہت محفوظ اور بہتر ہو گئی ہے وہاں خون کو مکمل لگانے کے علاوہ اس کے اجزاء کو الگ الگ یا مریض کی ضرورت کے مطابق بھی لگایا جاتا ممکن ہو گیا ہے۔ ایسے خون کو بلڈ پراڈکٹس کہا جاتا ہے جو Cell, FFP, Platelet, Plasma, Pack ہیں۔



پرویز ہود بھائی

ہیومن رائٹس وائچ اور انسانی حقوق کے دیگر اداروں کے مطابق اجتماعی ڈی پوریشن میں اکثر اوقات تشدد بھی کیا جاتا ہے، جبکہ زیادہ تر معاملات تنخواہوں کی عدم ادائیگی یا کانٹریکٹ کی خلاف ورزی کے ہوتے ہیں۔

سعودی عرب کا یہ جنگ آمیز رویہ صرف غریب پاکستانیوں تک محدود نہیں، بلکہ ہمارے وزیر اعظم کو اسلاموفوبیا کے شکار ڈونلڈ ٹرمپ جو مسلم مخالف جذبات بھڑکانے کے لیے مشہور ہیں کا سعودی عرب کی کانفرنس میں اسلام پر ہیکچر خاموشی سے سننا پڑا۔ 30 دیگر مسلم سربراہان مملکت کے ساتھ نواز شریف صاحب کو بھی دعوت دی گئی، مگر صرف سننے کے لیے،

ترک پارلیمنٹ نے تو قطر کے دفاع کو مضبوط بنانے کیلئے دو ہزار فوجیوں کا دستہ بھجوانے کی منظوری بھی دی

بولنے کے لیے نہیں۔ بعد میں مانگی گئی علامتی معافی سے پاکستان کی بے عزتی میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔

پاکستان کو اسلامی فوجی اتحاد سے دستبردار ہو کر سعودی ایران تنازع میں فوری طور پر خود کو غیر جانبدار قرار دے دینا چاہیے۔ تہران میں اہم مقامات پر حالیہ حملے جن کی ذمہ داری یوں تو دولت اسلامیہ نے قبول کی ہے مگر پاسداران انقلاب اس کی ذمہ داری سعودی عرب پر ڈالتے ہیں اس مسئلے کو مزید فوری توجہ طلب بنادیتے ہیں۔

سعودی عرب کی جنگیں لڑنے کے لیے پاکستانی فوجیوں کی بھرتی بند ہونی چاہیے، اور جنرل راہیل شریف کو فوری طور پر وطن واپسی کا حکم دینا چاہیے۔ اگر وہ دہشتگردی سے لڑنا ہی چاہتے ہیں، تو اپنے ملک میں انہی بہت کام باقی ہے۔

یہ مضمون ڈان اخبار میں 10 جون 2017 کو شائع ہوا۔

☆☆☆

کوئی بھی ملک سماجی اور ثقافتی طور پر سعودی عرب سے زیادہ قدامت پسند نہیں ہے۔

چوتھی بات، سعودی کمپ کا حصہ ہونے کی وجہ سے پاکستان فلسطین کے لیے اپنی روایتی حمایت بھی جاری نہیں رکھ سکے گا۔ حقیقت، سعودی قطر تنازع کی ایک وجہ یہ ہے کہ سعودی

کے اعصاب کمزور پڑ گئے۔ نوے سالہ ناراض سعودی بادشاہ اور ان کے تعلقائے ہوئے شہزادوں کو ٹھنڈا کرنے کے لیے ہمارے وزیر اعظم، آرمی چیف، وزیر دفاع، سیکریٹری خارجہ اور کئی اعلیٰ سرکاری عہدیداروں کو فوری ریاض بھاگنا پڑا۔ اگر ان کے اندر اخلاقی جرات ہوتی تو وہ کبھی ایسے نہ ٹھہراتے۔

ڈونلڈ نے 110 ارب ڈالر کے اسلحہ کی فروخت کا اعلان کرتے ہوئے ایران کو دہشتگرد قرار دیا تھا

عرب چاہتا ہے کہ قطر حماس سے اپنے تعلقات ختم کر لے، جو کہ اس نے اب تک نہیں کیے ہیں۔ بھلے ہی حماس کے طریقہ کار کا جواز پیش نہیں کیا جاسکتا، مگر معذور پر صرف حماس ہی وہ قوت ہے جو اسرائیلی قبضے کے خلاف ڈٹی ہوئی ہے۔

پانچویں بات، تیل کی دولت کے سامنے جبکہ پاکستان نے اپنی خودداری کا سمجھوتہ کر لیا ہے۔ ہم سعودیوں کو اپنا بھائی کہتے ہیں، مگر پاکستانیوں کو سعودی عرب میں مسکین اور بھکاری کہا جاتا ہے۔ وہاں موجود کئی پاکستانی مزدوروں کے ساتھ بدترین سلوک کیا جاتا ہے۔

سعودی عرب کے سرکاری اعداد و شمار کے مطابق 2012 سے 2015 کے درمیان دولاکھ 43 ہزار پاکستانیوں کو ڈی پورٹ کیا گیا، جبکہ اس سال کے چار ماہ میں مزید 40 ہزار پاکستانی ڈی پورٹ کیے گئے۔

ایران ایک انقلابی طاقت ہے جس کے مولوی کھلے عام تمام بادشاہتوں کے خاتمے کا مطالبہ کرتے نظر آتے ہیں۔ دوسری جانب سعودی عرب ہے، جو امریکی اسلحے اور ایپورٹڈ فوجیوں کی مدد سے اپنا تسلط برقرار رکھنا اور بڑھانا چاہتا ہے۔ سعودی قطر تنازع فرقہ وارانہ تقسیم کا نہیں بلکہ طاقت کی جنگ کا اشارہ ہے۔ سرکاری طور پر قطر مغربی قانون کے تحت چلنی والی ایک شریعہ ریاست ہے، مگر شیعہ ایران اور سنی ترکی، دونوں ہی روزے دار قطر یوں کو کھانا اور پانی پہنچا رہے ہیں۔ ترکی کی پارلیمنٹ نے تو قطر کے دفاع کو مضبوط بنانے کے لیے 3000 فوجیوں کا دستہ بھیجنے کی بھی منظوری دے دی ہے۔

تیسری بات، پاکستان کو ایسے کسی بھی ملک کا ساتھ نہیں دینا چاہیے جو عرب دنیا کی ماڈرنائزیشن کے خلاف ہو۔ مسلم دنیا کا

چاہتے ہیں: "کانگریس کو ایرانی رویہ اور ایرانی حکومت تبدیل کرنے کے لیے ضروری اقدامات کرنے ہوں گے۔"

پاکستان کے لیے اسلامی فوجی اتحاد کیوں برا ہے، اور ہمیں اس سے کیوں فوراً دستبردار ہو جانا چاہیے۔

پہلی بات، اس لڑائی میں ہمارا کوئی فائدہ نہیں۔ ٹرمپ کی ٹویٹ، کہ قطر کو علیحدہ کر دینا "دہشتگردی کے عفریت کے خاتمے کا آغاز ہوگا"، شاید سعودی عرب کے لیے تو خوش کن ہو، مگر ہم پاکستانی جانتے ہیں کہ ایسا نہیں ہے۔ سعودی عرب کی فرماں بردار چٹیوں کی طرح مالدیپ اور موریتانیہ نے قطر سے اپنے روابط توڑ لیے، مگر ہمارا ایسا کوئی بھی اقدام، مثلاً قطر ایرویز کا پاکستانی حدود میں داخلہ بند کر دینا، بہت بڑی بے وقوفی ہوگی۔

اپریل 2015 میں پارلیمنٹ کا متفقہ طور پر برہنہ جنگ میں سعودی عرب کا ساتھ دینے کے خلاف فیصلہ کرنا ایک تاریخی فیصلہ تھا۔ اگلے 18 ماہ میں سعودی اتحاد، جس کی پشت پناہی امریکا اور برطانیہ نے کی، نے کم از کم دس ہزار مسلمانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

اقوام متحدہ کے دفتر برائے انسانی حقوق کے مطابق "اتحاد نے غیر قانونی طور پر گھروں، بازاروں، ہسپتالوں، اسکولوں، سولیلین کاروباروں، اور مساجد کو نشانہ بنایا۔" "سب سے زیادہ ہلاکتیں اتحادی افواج کے فضائی حملوں سے ہوئیں۔ بدقسمتی سے تھوڑی دیر کھڑے رہنے کے بعد ہماری حکومت

اب جبکہ سعودی عرب کی قیادت میں پانچ عرب ممالک نے سعودی عرب کا دانہ اور پانی بند کر دیا ہے، تو پاکستان کو خود سے یہ بات ضرور پوچھنی چاہیے کہ وہ سعودی عرب کی زیر قیادت 41 سنی اکثریتی ممالک کے "اسلامی فوجی اتحاد" کا حصہ کیوں ہے۔ عام طور پر اسلامی نیو قیادہ دیا جانے والا یہ فوجی اتحاد سابق بیرونی رٹائرڈ جنرل راہیل شریف کی زیر نگرانی ہے۔ بظاہر عسکریت پسند دولت اسلامیہ کے خلاف ایک انسداد دہشتگردی اتحاد کا روپ رکھنے والی یہ فورس درحقیقت جس کا رخ ایران کی جانب ہے۔ اس اتحاد کے حقیقی مقاصد کے بارے میں جو بھی شکوک و شبہات تھے، وہ امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کی ریاض میں گذشتہ ماہ تقریر کے بعد ختم ہو گئے۔ سعودی عرب کو 110 ارب ڈالر کے اسلحے کی فروخت کا اعلان کرتے ہوئے ٹرمپ نے ایران کو عالمی دہشتگردی کا واحد مددگار قرار دیا: "لبنان سے عراق اور یمن تک، ایران

ایران ایک انقلابی قوت ہے جو کھلے عام بادشاہتوں کے خلاف آواز اٹھاتا ہے

دہشتگردوں، اور دیگر انتہا پسند گروہوں کی حمایت کرتا ہے جو کھلے میں جہاد اور افراطی پھیلتا ہے۔ کئی دہائیوں سے ایران نے فرقہ وارانہ تنازعات اور دہشتگردی کو بڑھا دیا ہے۔"

اسرائیل کی خوشی کے لیے سی آئی اے کے ڈائریکٹر مائیک پومپو اس سے پوری طرح اتفاق کرتے ہیں۔ ٹرمپ کی جانب سے سی آئی اے کے سربراہ کے طور پر تقرری کے فوراً بعد انہوں نے تہران کو "امریکا کی جہاد کے لیے پر عزم" ہونے پر خوب تنقید کا نشانہ بنایا، اور ٹویٹ کیا کہ وہ اوپاما کے ایران کے ساتھ کیے جانے والے "جہاد کن" "ایٹمی معاہدے کو کو ختم ہوتے دیکھنا چاہتے ہیں۔ وہ تہران میں حکومت کی تبدیلی

ہینے کا رواج جز پکڑ رہا ہے۔

کوئی بھی رواج معاشرے میں اچانک عام نہیں ہوتا اور نہ ہی فوراً ختم ہو جاتا ہے، بلکہ ایسا مختلف عوامل کے زیر اثر ہوتا ہے۔ ان عوامل میں معاشی، معاشرتی اور ثقافتی وجوہات شامل ہیں، اس کے علاوہ ٹیکنالوجی میں پیش رفت بھی ان چیزوں پر اثر انداز ہوتی ہے۔

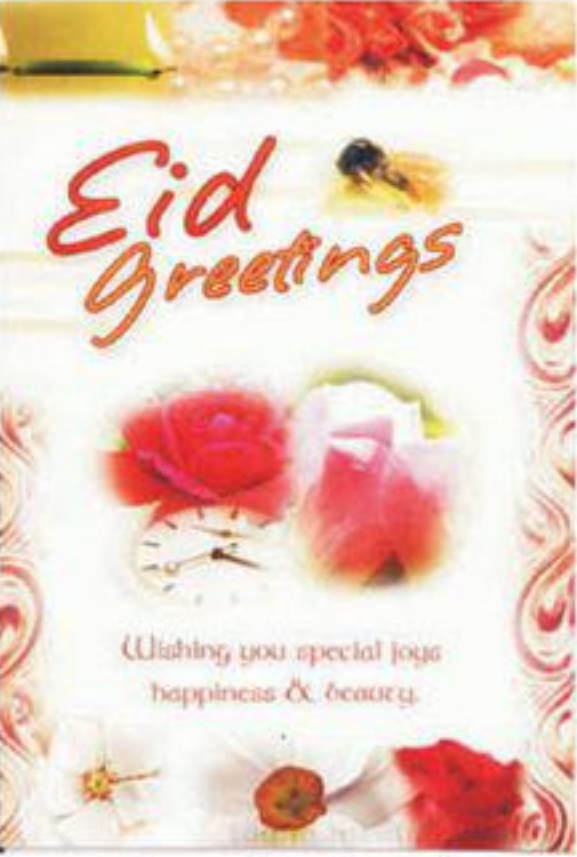
اس لیے بحیثیت قوم ہمیں اس بات کی شعوری کوشش کرنی چاہیے کہ ماضی کی کچھ خوبصورت روایات اگر اب کسی وجہ سے برقرار نہیں ہیں تو کم از کم ان کے پیچھے باہمی محبت اور

جب پوسٹ میں کوئی عید کارڈ دے جاتا تو گھر والے خوشی سے نہال ہو جایا کرتے تھے، مگر اب سب کچھ موبائل میں سمٹ آیا ہے

ہمدردی کا جو جذبہ کارفرما ہے اسے کسی صورت ماند نہ پڑنے دیا جائے۔ ان جذبول کو زندہ رکھنے کی ضرورت آج پہلے ہی بھی زیادہ ہے، جو ان روایات کے پیچھے کارفرما ہوتے ہیں۔ اسی سوچ کے تحت ہمیں عید کے موقع پر ان لوگوں کو نہیں بھلانا چاہیے، جن کو یہ خوشیاں میسر نہیں ہیں۔ تب ہی عید کا دن ہمارے لیے حقیقی طور پر عید کا دن ثابت ہو سکے گا۔ عید کارڈ کی دم توڑتی روایت

عید کارڈ کی دم توڑ چکی روایت عید پر مبارکباد دینے کا رواج اب بھی قائم ہے، لیکن ذریعہ تبدیل ہو چکا ہے۔ نہ تو اب لوگوں کے پاس عید کارڈز کے اسٹالز پر جانے کا وقت ہے، اور نہ ہی لوگ انہیں پوسٹ کرنے کے لیے تقارروں میں کھڑے نظر آتے ہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ عید کے دن موبائل فون نیٹ ورکس پر اضافی بوجھ پڑتا ہے کیونکہ سب لوگ عید کی مبارکبادیں ایس ایم ایس کے ذریعے بھیجے ہیں۔ موبائل فون اور سوشل میڈیا کے اس دور میں جب

خوشی اور طمانیت بچوں کو ملتی ہے، وہ عام آدمی محسوس نہیں کر سکتا۔ بچوں کو عید سے ملنے والی خوشی میں اہم کردار بڑوں کی طرف سے ملنے والی عیدی کا بھی ہوتا ہے۔ نئے نئے نوٹوں سے اپنی چھوٹی چھوٹی بیبیوں کو بھر لینا ان کے لیے بہت طمانیت بخش اور خوشی کا باعث ہوتا ہے۔ عیدی کی



روایت اگرچہ آج بھی پہلے کی طرح قائم ہے، مٹیٹ بینک آف پاکستان ماضی کی طرح عید کے موقع پر نئے نوٹ بھی جاری کرتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود کیٹے میں آیا ہے کہ عیدی میں نئے نوٹوں کی روایت کم ہوتی جا رہی ہے، اس کی مختلف

وجوہات بتائی جاتی ہیں۔ ایک تو نئے نوٹ تک ہر آدمی کی رسائی نہیں

اپنے تقاضے ہوتے ہیں۔ وقت کے ساتھ ساتھ تبدیلی آتی رہتی ہے۔ اب میں سمجھتا ہوں کہ موبائل فون کے ذریعے آپ آسانی سے ایک ہی وقت میں اپنے تمام جاننے والوں کو عید مبارک کے پیغامات بھیج سکتے ہیں، بلکہ دنیا کے کسی بھی کونے میں بسنے والے دوست، رشتہ دار سے فون پر براہ راست بات کر کے اسے اسی وقت مبارکباد دے دیتے ہیں اور آج کل اس پر زیادہ خرچ بھی نہیں آتا۔

کاؤنٹر پر موجود سیکزمین نے کہا: لوگوں کی عید کارڈ میں دلچسپی ابھی بھی موجود ہے۔ شاید اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ ابھی عید کارڈ کی روایت کو ماند پڑنے سے زیادہ عرصہ نہیں گزرا لیکن ہو سکتا ہے کہ آگے چل کر یہ بالکل ختم ہو جائے یا پھر کسی نئی شکل میں دوبارہ زندہ ہو جائے۔ ہماری دکان میں سالگرہ، شادی اور دوسرے مواقع کی نسبت سے بھی کارڈ دستیاب ہیں، جن



بختاور

جدید ٹیکنالوجی نے رشتوں کی مٹھاس چھین لی

جب عید کی خوشیاں عید کارڈ میں چھپی ہوتی تھیں

بدلتی روایات اور بدلتے رجحانات پر ایک تحریر

میں گھوم پھر کر پسند کے کارڈ منتخب کیے جاتے تھے۔ ایک نوجوان نے بتایا: بچپن میں دوستوں اور کلاس فیلوز کو عید کارڈ دینے کا شوق تھا، اسی طرح ان سے بھی عید کارڈ وصول کر کے خوشی ہوتی تھی، لیکن ہر دور کے

میں گھوم پھر کر پسند کے کارڈ منتخب کیے جاتے تھے۔ ایک نوجوان نے بتایا: بچپن میں دوستوں اور کلاس فیلوز کو عید کارڈ دینے کا شوق تھا، اسی طرح ان سے بھی عید کارڈ وصول کر کے خوشی ہوتی تھی، لیکن ہر دور کے

ایک زمانہ تھا جب کسی کو عید کارڈ بذریعہ پوسٹ میں موصول ہوتا تھا تو گھر والوں کی خوشی دیدنی ہوتی تھی۔ کیا بچے بوڑھے عورتیں سب کارڈ کو چھو کر دیکھتے تھے۔ یہ ایک سادہ سا عید کارڈ ہوتا تھا جس پر مسجد کے خوبصورت مینار ہوا کرتے تھے اور اس کی اوٹ سے عید کا چاند مسکرا رہا ہوتا تھا یا کوئی حسینہ گلاب کا پھول اپنے پھول جیسے گالوں کو لگا کر عید مبارک کہہ رہی ہوتی تھی۔ بڑے مزے مزے کے کارڈ ہوا کرتے تھے اور کچھ رمضان سے ہی عید کارڈز کے سٹالز پر جایا کرتے تھے۔ شاپنگ کرنے سے زیادہ عید کارڈ خرید کر خوشی ہوتی تھی مگر اب تو سب کچھ موبائل میں سمٹ گیا ہے۔ کارڈ تو رہا ایک طرف کارڈ پر عید کیک بھی بھجوا دیا جاتا ہے۔ البتہ سائنس ٹیکنالوجی نے اتنی مہربانی کی جو کارڈ 20 روپے میں مل جاتا تھا وہ 10 روپے کے خرچ پر موبائل کے ذریعے آپ کے کسی پیارے تک پہنچ جاتا ہے۔

اب کسی کے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ وہ عید کارڈ خریدنے مارکیٹ میں جائے اور پھر اسے پہنچاتا پھرے۔ ایک محترمہ کا کہنا تھا، عید کارڈز کی روایت اگرچہ اب بھی مکمل طور پر ختم نہیں ہوئی، لیکن یہ بات صحیح ہے کہ اس ضمن میں اب پہلے والا جوش و خروش نہیں رہا۔ پہلے ابھی عید کارڈ کے انتخاب میں بھی بہت وقت صرف کیا اور مختلف

سٹالوں

Through sacrifice comes rewards... Hope you get many on Eid ul-Adha! Eid Mubarak!



ہوتی، پھر یہ کہ پہلے چھوٹی کرنسی کے نئے نوٹ عام تھے، جنہیں بچے حاصل کر کے خوشی محسوس کرتے تھے۔ لیکن اب ان کی قدر (معنی و بلیو) اس قدر گھٹ چکی ہے کہ بچے بھی انہیں حاصل کر کے خوشی محسوس نہیں کرتے کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ اس سے وہ اپنی پسند کی چیزیں نہیں خرید سکیں گے، اس لیے وہ چھوٹی کرنسی کے نئے نوٹوں کے مقابلے میں بڑی کرنسی کے پرانے نوٹوں کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ حالیہ برسوں میں یہ رجحان بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ عید کے موقع پر بچوں میں ماضی کے برعکس اب شلوار ٹیئس کے بجائے ریڈی میڈ سوٹ

ماضی کی بات کی جائے تو عید کارڈ کے تبادلے میں بڑی عمر کے لوگوں کے علاوہ بچے خاص طور پر دلچسپی لیتے تھے

ظلیل گریس حاصل خانے میں

عام طور پر کہا جاتا ہے کہ عید بچوں کی ہوتی ہے، اور یہ اس اعتبار سے سچ بھی ہے کہ عید سے منسلک سرگرمیوں سے جو

ہاتھ سے کھینچے ہوئے خطوط نے اپنی افادیت کھودی ہے، تو عید کارڈز کے رواج کی یاد تازہ کرنا اچھا رہے گا، خاص طور پر اس کے اولین دنوں سے، جب یہ رواج ہمارے خطے میں نیا نیا فروغ پا رہا تھا۔

☆☆☆



جمیل ظفر

اللہ پاک نے انسان کو زمین پر اشراف المخلوقات بنا کر بھیجا۔ آپ کی تشریف آوری سے پہلے جاہلیت کا زمانہ تھا۔ زندگی کس طرح گزاری جائے لوگ نہیں جانتے تھے، لڑائی جھگڑے فخر سمجھے جاتے تھے، لڑکیوں کو زمین میں زندہ دفن کر دیا جاتا تھا، عورت کا دوسرا نام گالی تھی، بیٹی کا پیدا ہونا بے عزتی تصور کیا جاتا تھا۔ اسلام نے عورت کو عزت دی، ماں بہن بیٹی اور بیوی کا درجہ دیا۔ جائیداد میں حصہ دار بنایا، وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ انسانیت کا خاتمہ ہوا اور مادہ پرستی بڑھ رہی ہے۔ دولت کی رنگینوں نے معاشرے میں یگاڑ پیدا کر دیئے۔ ہر انسان اب یہی چاہتا ہے کہ اس کی جائیداد تقسیم نہ ہو بلکہ اس میں اضافہ ہو، راحت میں ملنے والے مال و اسباب کو ہر صورت اپنے پاس رکھنے کے لئے انسان پستیوں میں گرتا جا رہا ہے۔

اس علاقے میں ایک درندہ صفت بھائی نے پہلے بھی جائیداد کی خاطر اپنی دو بہنوں کو قتل کر دیا تھا

خون سفید ہو رہا ہے بھائی بھائی اور بہن بھائی کی دشمن بن چکی ہے۔ جائیداد کے لالچ میں روزانہ سینکڑوں قتل کئے جا رہے ہیں، سندھ میں وڈیرے جاگیردار جائیداد تقسیم ہونے کے ڈر سے اپنی بہنوں، بیٹیوں کی شادیاں قرآن مجید سے کر دیتے ہیں تو ان سے شادی کا تصور ان لوگوں نے عیسائیوں سے لیا ہے جیسے عیسائیت میں رابہ اس لڑکی کو کہتے ہیں جو کنواری ہو اور اپنے آپ کو چرچ یا خدا کیلئے وقف کر چکی ہو۔ اسی کو سامنے رکھ کر مادہ پرست لوگوں نے قرآن سے شادی کی اصطلاح نکال

لی۔ قرآن سے شادی ہو جانے کے بعد لڑکی کو ایک کمرے تک محدود کر دیا جاتا ہے اور اسے ”اللہ والی“ کا نام دیدیا جاتا ہے، خوشیاں اللہ والی لڑکی کیلئے ختم کر دی جاتی ہیں۔ عید والے دن بھی اسے سفید لباس پہننا پڑتا ہے، سرفی پاؤں یا رنگین کپڑے اس کیلئے خواب بن جاتے ہیں جس کی وجہ سے اکثر لڑکیاں اپنا ذاتی توازن خراب کر لیتی ہیں۔

قرآن سے شادی نہ صرف ظلم بلکہ گناہ کبیرہ ہے مگر دولت کی ہوس نے ان لوگوں کو اندھا کر دیا ہے۔ قرآن سے شادی کا طریقہ بھی ان لوگوں نے عجیب بنایا ہوا ہے۔ شادی سے دو دن پہلے قرآن خوانی کروائی جاتی ہے اور 100 نفل ادا

اخبارات میں ہر روز خبریں شائع ہوتی ہیں کہ جائیداد کی خاطر بھائی نے بھائی کو مار ڈالا، باپ کے ہاتھوں بیٹا قتل یا بہن نے بہن کا گھر اجاڑ ڈالا، کچھ عرصہ پہلے قصور کے علاقے میں ایسا واقعہ پیش آیا تھا کہ درندہ صفت بھائی نے اپنی دو بہنوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا، وجہ صرف یہ تھی کہ وہ وہ اپنی باپ کی چھوڑی جائیداد کو بہنوں کے ذریعے ان کے شوہروں کو نہیں دینا چاہتا تھا کیونکہ پہلے اسے بہنوں کی شادی پر خرچ کرنا پڑتا تھا، اس کے بعد اسے بھجور کی صورت میں لاکھوں دینا تھا اور سب سے بڑی بات کروڑوں کی جائیداد میں ان کا حصہ علیحدہ تھا۔ اسی طرح گزشتہ دنوں ایک واقعہ پیش آیا مظفر آباد آزاد کشمیر میں مردم شماری کے دوران گھر میں

جائیداد ادھر ڈپ کرنے کی خاطر سگی بہن اور بھائیوں کو 25 سال تک قید رکھا

مظفر آباد میں جائیداد ہتھیانے کی خاطر دو بہنوں اور ان کے بھائی کو قید میں رکھے جانے کی داستان

کئے جاتے ہیں لیکن اس عمل میں کوئی مرد شریک نہیں ہوتا۔ شادی کے روز دہن روزہ رکھے گی اور قرآن پر ہاتھ رکھ کر حلف اٹھائی گی کہ آج کے بعد ایسی کوئی حرکت نہیں کریگی جس سے اس کی عزت پر حرف آئے، اظہار کی وقت دہن کی ماں اسے قرآن کا تیسواں پارہ پڑھا کر روزہ کھلوائے گی، اظہار کی کے بعد لڑکی سے پوچھا جائیگا کہ تمہیں قرآن سے وابستگی قبول ہے یا نہیں، لڑکی کے تین دفعہ ہاں کرنے پر اسے ہمیشہ کیلئے قرآن کی

جائیداد بچانے کیلئے قرآن سے شادی کرنے کے بعد لڑکی کو ایک کمرے میں بند کر کے اسے ”اللہ والی“ کا نام دے دیا جاتا ہے

خادمہ بنادیا جائیگا۔ تعلیم کی کمی اور وڈیرہ شادی کے باعث اندرون سندھ میں ایسے رسم و رواج تیزی کے ساتھ بڑھ رہے ہیں جنہیں روکنے کے لئے ٹھوس اقدامات کرنا ہونگے۔



جائیداد کی خاطر اپنی دو بہنوں

اور بھائی کو 25 سال تک کمرے میں قید رکھا اور انسانیت سوز مظالم کرتے رہے۔ کمرے میں بند افراد کو نہ تو کھانا دیا جاتا تھا نہ کوئی چولہا اور نہ ہی رفع حاجت کیلئے ٹوائلٹ تھے، سنگدل بھائی اپنے سگے بھائی اور بہنوں کو صرف کھانے کیلئے سلاخی اور پاؤں دیتے تھے، تینوں قید افراد جن طور پر معذور ہو چکے تھے کھا نہ ملنے اور قید کی وجہ سے تینوں کی حالت انتہائی ناگفتہ بہ ہو چکی تھی۔ پولیس نے تینوں بہن بھائیوں کو طبی امداد کیلئے ڈی ایچ کیو ہسپتال میر پور پہنچا دیا۔ واقعہ کی خبر جنگل میں آگ کی طرح



گھر کی رونق ہیں، سندھ کے اکثر علاقوں میں رقم حاصل کرنے کیلئے بیٹیوں کو بیچ دیا جاتا ہے، بیویوں کے بدلے کم سن بچیوں کی شادی بوڑھے افراد سے کر دی جاتی ہے۔ ہمارا معاشرہ اس طرف جا رہا ہے، سمجھ سے بالاتر ہو چکا، خواتین کی عزت و وقار کیلئے جتنے قوانین بن رہے اسی طرح خواتین کے حقوق کیسات کھلواڑ کیا جا رہا ہے۔

☆☆☆

بچیل گئی، علاقے میں شدید خوف و ہراس پھیل گیا۔ پولیس مصروف تفتیش، اہلیان علاقہ کے مطابق یہ گھر اللہ دین کا ہے جو کھارڈک سے 9 میل آکر آباد ہوا تھا۔ گھر کے کینوں کا نہیں آنا جاتا تھا اور بڑی ہنر زندگی گزار رہے تھے۔ اللہ دین سات سال قبل وفات پا چکا ہے، بیٹوں نے اس کی میت کو بھی پوشیدہ رکھا، بدبو پھیلنے محلے داروں نے مل کر دفنایا۔ قصہ مختصر دولت کی ہوس نے کئی گھر اجاڑ دیئے، مگر لوگوں کو سمجھ نہ آ سکی آج بھی لوگ ایک مرلہ کی خاطر سگے بھائی بہنوں کو قتل کر کے جیل چلیجاتے ہیں اور وہ زمین کا ٹکڑا دی کا وہی رہتا ہے مگر



تقرب الی اللہ کا باعث ہے۔
حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:
”بندہ نوافل کے ذریعہ میرے (اللہ تعالیٰ کے) قرب میں
ترقی کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اس کو اپنا محبوب بنالیتا ہوں
اور جب میں محبوب بنالیتا ہوں تو اس کا کان بن جاتا ہوں جس
سے وہ سنے۔ اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ
دیکھے۔ اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑے۔ اس کا پاؤں
بن جاتا ہوں جس سے وہ چلے۔ جو وہ مجھ سے مانگتا ہے وہ میں
اسے دے دیتا ہوں۔“ آنکھ، ہاتھ اور پاؤں بن جانے کا مطلب
یہ ہے کہ اس کا ہر کام اللہ کی رضا اور محبت کے ذیل میں ہوتا ہے،
اس کا کوئی عمل بھی اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف نہیں ہوتا۔
دوسرے ان نوافل کے ذریعہ سے فرائض میں رہ جانے والی کمی
پوری ہوتی ہے۔ ذیل میں جن نفل نمازوں کے فضائل اور ان کے
پڑھنے کا طریقہ ذکر کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان پر عمل کرنے کی
توفیق عطا فرمائے۔ کم از کم رمضان المبارک میں تو ان نوافل کی
ضرور ادائیگی کرنی چاہئے۔ کیونکہ رمضان المبارک میں
ہر عبادت کا ثواب ستر گنا بڑھ جاتا ہے۔ اس لیے یہ ہمیدہ گناہ
معاف کروانے کا اور زیادہ سے زیادہ ثواب کمانے کا ہے۔
تحسینہ الوضو
تحسینہ الوضو اسے کہتے ہیں کہ جب بھی وضو کریں تو
دور رکعت نفل پڑھ لیا کریں۔
حضور فرماتے ہیں:
”جو مسلمان بھی اچھی طرح سے وضو کرے اور وضو کے بعد
حضور کعبہ کے ساتھ دور رکعت نفل پڑھے اور تو اس کیلئے جنت
واجب ہو جاتی ہے۔“
تحسینہ المسجد یہ ہے کہ جب کوئی مسجد میں جائے تو بیٹھنے سے
پہلے دور رکعت نفل پڑھے۔
حضرت ابو قتادہؓ سے مروی ہے کہ رسولؐ نے فرمایا:
”جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو اس کو چاہئے کہ
بیٹھنے سے پہلے دور رکعت نماز پڑھے۔“
اگر مسجد میں کئی مرتبہ جانے کا اتفاق ہو تو صرف ایک مرتبہ
تحسینہ الوضو کافی ہے۔ اگر وضو مسجد میں جا کر کریں تو تحسینہ
الوضو پڑھیں تو پھر تحسینہ المسجد کے نفل پڑھنے کی ضرورت نہیں
رہتی۔
اشراق
اشراق کی نماز یہ ہوتی ہے کہ آدمی فجر کی نماز پڑھ کر اسی جگہ
بیٹھا رہے۔ اور ذکر وغیرہ میں مصروف رہے اور دنیا کا کوئی کام نہ
کرے۔ پھر سورج نکلنے کے بیس یا پچیس منٹ بعد دور رکعتیں
پڑھے۔
حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسولؐ نے فرمایا:
”جس شخص نے فجر کی نماز جماعت میں شریک ہو کر پڑھی
سورج نکلنے تک وہیں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہا، پھر دور رکعتیں
پڑھیں تو اس کیلئے حج و عمرہ کی مانند ثواب ہے۔“
اس میں اعلیٰ درجہ توفی ہے کہ جس جگہ فرض پڑھے ہیں وہیں
بیٹھا رہے اور وسط درجہ یہ ہے کہ اس مسجد میں کبھی جگہ بیٹھ جائے
اور ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ مسجد سے باہر چلا جائے لیکن ذکر الہی برابر
کرتا رہے۔ تقریباً آفتاب نکلنے کے چندہ بیس منٹ بعد دو
رکعت نفل پڑھے تو مذکورہ ثواب حاصل ہوگا۔
چاشت چاشت کی نماز یہ ہوتی ہے کہ جب سورج اچھی
طرح نکل آئے اور اس پر نگاہ نہ جم سکے تو اس وقت نوافل پڑھے
جائیں جن کی کم از کم مقدار دو اور زیادہ سے زیادہ بارہ ہے۔
چاشت کے نوافل زوال کا وقت ہونے تک پڑھے جاسکتے ہیں۔
حضرت ابو ذر غفاریؓ فرماتے ہیں کہ رسولؐ نے فرمایا:
”تم میں سے ہر شخص کے جو چوڑ پیرج کو صدقہ ہے۔ پس
ایک دفعہ بھان اللہ کہنا بھی صدقہ ہے اور اللہ اکبر کہنا بھی صدقہ ہے اور
امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی صدقہ ہے اور اس کے شکر کی
ادائیگی کیلئے دو رکعتیں کافی ہے جو آدمی چاشت کے وقت
پڑھے۔“
حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ فرماتے ہیں:
”جس نے چاشت کی دو رکعتوں کا اہتمام کیا اس کے
بارے گناہ بخش دیئے جائیں گے اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے
برابر ہوں۔“

ہے۔ بیمار کی مزاج پرسی، جنازہ میں شرکت اور اس قسم کی دیگر
معاشرتی امور میں حصہ لینے کی اجازت
ہے۔ البتہ بیوی آ کر مل سکتی ہے، خاوند
کے بالوں میں کھنکھی وغیرہ کر سکتی ہے۔
خاوند بھی اسے چھوڑنے کیلئے گھر تک
جاسکتا ہے، اسی طرح اگر کوئی انتظام نہ ہو
اور گھر بھی قریب ہو تو اپنی ضروریات زندگی
لینے کیلئے گھر جاسکتا ہے۔ غسل کرنے اور
چارپائی استعمال کر سکتی اجازت
ہے۔ اعتکاف جامع مسجد
میں کیا جائے، یعنی جہاں جمعہ کی
نماز ہوتی ہے۔ عورتیں بھی
اعتکاف میں بیٹھ سکتی ہیں۔
رمضان المبارک اور نفل عبادات
رمضان المبارک میں نفل نمازیں
رمضان میں نفل نمازوں کا
ثواب
دن رات میں پانچ
نمازیں تو فرض
کی گنتی ہیں
اور وہ
گو یا

اسلام
کا رکن
رکنین اور
لازمہ ایمان
ہیں ان کے علاوہ
ان ہی کے آگے پیچھے اور
دوسرے اوقات میں بھی
کچھ رکعتیں پڑھنے کی
ترغیب و تعلیم رسول اللہؐ
نے دی ہے پھر ان میں
سے جن کیلئے آپؐ نے
تاکیدی الفاظ فرمائے یا
دوسروں کو ترغیب
دینے کے ساتھ
جن کا آپؐ نے
عملاً بہت زیادہ
اہتمام فرمایا ان کو
عرف عام میں
”سنت“
کہا جاتا
ہے
اور ان
کے ماسوا
کو
نوافل“ کہتے
ہیں۔ بعض
نوافل ایسے
ہیں جن کی
مستقل
حیثیت
ہے ان
نوافل کا ادا
کرنا

ہوئے تیمم کر کے باہر نکلے اور بہت جلد غسل کر کے واپس
ہو جائے اور احتلام کی وجہ سے اعتکاف اور وضو میں کوئی خرابی
نہیں آتی اور سونے کی حالت میں احتلام ہو جانا ریح خارج
ہو جانا آداب مسجد کے خلاف نہیں۔ اگر کوئی کھانا لانا والا نہیں ہے
یا کسی سے کہنے کی ہمت نہیں ہے تو کھانا لانے کیلئے باہر نکل سکتا
ہے۔ اس میں دیر نہ لگائیں اور کھانا مسجد میں لا کر کھائیں۔ حقد
بیڑی کے بغیر طبیعت خراب ہونے کا اندیشہ ہے تو مغرب کے
بعد بہت جلد یہ ضرورت پوری کر کے واپس آجائے تو اس کی
گنجائش ہے۔ اگر کوئی آدمی ریاضی مریض ہے اس کیلئے
اعتکاف ممنوع ہے۔ لیکن اگر اعتکاف سے ریح خارج کرنے کی
ضرورت پڑ جائے تو مسجد میں ریح خارج نہ کریں۔ بالکل باہر
جا کر ریح خارج کرے اور جلد واپس لوٹ جائے تو اس کی
اجازت

ہوتا ہے حضرت اگر اس کنبہ کو بھی اعتکاف کرنا ہے تو پھر گھر پر ہی
اعتکاف کر لیا کیجئے۔
اعتکاف کے ضروری مسائل
اس موقع پر اعتکاف کے ضروری مسائل بھی سمجھ لینے
مناسب ہیں:
اس کا آغاز 20 رمضان المبارک کی شام سے ہوتا ہے
اعتکاف کرنے والا“ مگر اب سے پہلے مسجد میں آجائے اور ریح
فجر کی نماز پڑھ کر ”جائے اعتکاف“ میں داخل ہو۔
اعتکاف نذر اور اخیر عشرہ کے اعتکاف میں ضرورت شدیدہ
کے بغیر مسجد سے باہر نکلنا حرام اور مفسد اعتکاف ہے۔
غسل واجب، نماز فرض کا وضو، پیشاب، پاخانہ کیلئے بقدر
ضرورت مسجد سے باہر نکلنا جائز ہے اور اسی طرح اگر اس مسجد
میں جمعہ نہیں ہوتا تو دوسری مسجد میں جمعہ پڑھنا کیلئے جانا بھی
جائز ہے۔ لیکن اس میں فضول وقت ناگزیر ہے بہت جلد واپس
ہو جائے۔ نفل نماز با وضو رسنے، با وضو سونے اور تلاوت
و ذکر کیلئے باہر نکلنا جائز
ہے۔ اس لیے کہ
مختلف کا ہر

آخری عشرے میں نبی کریمؐ کا معمول

نوافل کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی قربت حاصل ہوتی ہے

”رسولؐ آخری عشرے میں رات کا بیشتر حصہ عبادت میں گزارتا

وقت با وضو رہنا
مسنون ہے اور اگر
مسجد کے اندر غلب
وغیرہ میں وضو کیا
جاسکتا ہے تو باہر نکلنا
جائز نہیں ہے۔ غسل
تیمید (تختک)
کیلئے باہر نکلنا جائز
نہیں، اگر نکلے گا تو
اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔
اگر پاخانہ پیشاب کیلئے باہر نکلنا
ہے اور وہیں پر غسل خانہ بھی ہے اور
اس میں پانی کی ٹنکی لگی ہوئی ہے یا کسی
خاص آدمی نے مسجداری سے مختلف کے کپے
بغیر از خود پانی رکھ دیا ہے تو ایسی صورت میں جب پاخانہ
پیشاب کیلئے نکلے تو واپسی میں ضمناً غسل
کر سکتا ہے۔ دوسری مسجد میں قرآن
سنائے کیلئے جانا ہے تو اگر
بوقت اعتکاف اس کی
نیت کی تھی تو جائز
ہے ورنہ ناجائز۔
اگر احتلام
ہو جائے تو
آداب
مسجد کی
رعایت
کرتے

ذوں میں اتنی محنت نہیں کرتے تھے۔“ (صحیح مسلم، الاعتکاف،
باب الا جتہاد فی الاخر الاواخر: 1175) اس محنت اور کوشش
سے مراد ذکر و عبادت کی محنت اور کوشش ہے۔ اس لیے ہمیں بھی
ان آخری دس دنوں میں اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کیلئے ذکر
و عبادت اور توبہ و استغفار کا خوب اہتمام کرنا چاہئے۔
اعتکاف کی اقسام
اعتکاف کی درج ذیل اقسام ہیں:
اعتکاف واجب
یہ نذر کا اعتکاف ہوتا ہے، اس کے ساتھ روزہ رکھنا بھی لازم
ہوتا ہے۔
اعتکاف سنت
یہ رمضان المبارک کے اخیر عشرہ کا اعتکاف ہوتا ہے۔ یہ
اعتکاف سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے۔ یعنی حکم کی مسجد میں ایک دو
آدمی اعتکاف کریں گے تو پورے محلہ کی طرف سے ذمہ داری ادا
ہو جائے گی اور اگر کسی نے بھی نہیں کیا تو پورے محلہ پر ترک سنت
مؤکدہ کا گناہ ہوگا اور اس کیلئے روزہ بھی شرط ہے۔
اعتکاف مستحب
اس کیلئے روزہ رکھنا شرط نہیں اور نہ پورا دن شرط ہیں حسب
گنجائش کر سکتا ہے۔
مختلف کا سامان
مختلف کا اپنا ضروری سامان مسجد میں رکھنا جائز ہے مگر زیادہ
بکھیرا لانا مناسب نہیں کیونکہ اس سے تو وہ بھی گھر بن جائے گا
پھر جس طرح گھر میں عبادت و بیداری دشواری دی بات مسجد
میں ہوگی۔ سب کا حاصل یہ ہوا کہ مسجد میں تو گھر کے قند سے خود
کو چھڑا کے لائے تھے وہاں تم نے اتنا بکھیرا اکٹھا کیا کہ وہ بھی
گھر کی طرح ہو گئی۔
مسجد کو بالکل صاف ستھرا رکھو۔ مسجد میں مختلف کو اتنا بکھیرا نہ
لے جانا چاہئے۔ یہ مسجد کے خلاف ادب ہے، کہ تم مسجد
میں آئے ہو گھر چھوڑ کے۔ اگر تم نے اسے بھی گھر بنالیا تو مسجد
میں آنے کا کیا فائدہ ہوا۔ بعض لوگ کیا کرتے ہیں کہ مسجد میں
اعتکاف کیلئے آتے ہیں، تو تنہا نہیں آتے، ایک پاندان بھی
ساتھ لے آتا کہ پاندان بھی ہے۔ ایک چائے کا سا دار بھی ہے، تمباکو
کا تھیلہ بھی ہے، جو نہیں کھاتے وہ بیچارے بد بو سے پریشان
ہوتے ہیں۔ غرض اپنے پیچھے بہت سی غلطیاں لگاتے لیتے ہیں اور
سب کچھ کھڑکیں مسجد میں بھی جمع کر لیتے ہیں اور اگر کوئی دلیر
ہیں تو وہ حقد بھی لاتا ہے۔ خود تو مسجد کے اندر بیٹھے ہیں حقد باہر
رکھا ہے اور گڑ گڑ کر رہے ہیں۔ کچھ لوگ سگریٹ پیتے ہیں اور
دھواں باہر چھوڑتے جاتے ہیں۔ بہر حال اس طرح آتے ہیں
کہ خود بھی مختلف نہیں ہوتے بلکہ ایک سا دار، پاندان بھی مختلف

اپنے والدین کی قدر نہیں کرتی بلکہ اپنے اوپر انہیں بوجھ سمجھ کر انہیں در بدر ہونے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ والدین مقدس رشتہ ہے اور والدین کے نہ صرف بہت سے اسلام نے حقوق متعین کئے ہیں، ان کو احترام کا مقام دیا ہے اور والدین کی نافرمانی کو سنگین جرم قرار دیا ہے۔ بیٹلز پارٹی کے مرکزی رہنما پلوشہ خان نے کہا کہ ہمارے معاشرے میں یوں تو سارے رشتوں کی اہمیت ہے لیکن ان

ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ، اگر وہ یعنی ماں باپ تیری زندگی میں بڑھاپے کو پہنچ جائیں، چاہے ان میں ایک بچے یا دونوں (اور ان کی کوئی بات

چاہا اور میرا خیال ہے کہ ہر روز فادر اور مدر ڈے ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں والدین نعمت دیے ہیں ہمیں ان دونوں کا احترام کرنا چاہیے اگر والدین ڈانٹ بھی دیں اس بات کو نظر انداز کر دینا چاہیے کیونکہ وہ ہم سے بڑے ہیں اور ہم سے بہتر سمجھتے ہیں اور وہ ہمارے لیے کچھ برائیاں کر سکتے ہیں۔

معروف ادیبہ اور شاعرہ بشری اعجاز نے اس حوالے سے کہا کہ پاکستان میں بھی مغرب کی فحاشی میں عالمی دن منائے جاتے ہیں جن کو ہمارے دین اسلام، مشرقی روایات میں فرض درجہ حاصل ہے۔ ماں باپ کی محبت کسی دن کی محتاج نہیں ہوتی ہے۔ ہمارے معاشرے میں والدین کی بہت اہمیت ہے اور ہمیں چاہیے کہ ہر دن فادر اور مدر ڈے کے طور پر منائیں کیونکہ وہ ہیں تو ہم

ہیں ورنہ زمانے کی تیز دھوپ اور تنخیاں جو باپ نے برگد جیسی ٹھنڈی چھاؤں کی طرح روک کر رکھی ہوئی ہیں۔



بشری اعجاز

پاکستان سمیت دنیا کے بیشتر ملکوں میں آج فادر ڈے یعنی عالمی یوم والد منایا جا رہا ہے، جس کا مقصد بچے کیلئے والد کی محبت اور تربیت میں ان کے کردار کو اجاگر کرنا ہے۔ فادر ڈے کو منانے کا آغاز 19 جون 1910ء میں واشنگٹن میں ہوا۔ اسکا خیال ایک خاتون سنورا سمارٹ (Sonora Smart) نے اس وقت پیش کیا جب وہ 1909ء میں ماں کے عالمی دن کے موقع پر ایک خطاب سن رہی تھیں۔ ماں کے مرنے کے بعد سنورا کی پرورش انکے والد ویلیم سمارٹ (William Smart) نے کی۔ وہ چاہتی تھیں کہ اپنے والد کو بتائیں کہ وہ ان کیلئے کتنے اہم ہیں۔ چونکہ ولیم کی پیدائش جون میں ہوئی تھی، اس لئے سنورا نے 19 جون کو پہلا فادر ڈے منایا۔ 1926ء میں نیویارک سٹی میں قومی سطح پر ایک فادر ڈے کمیٹی تشکیل دی گئی جبکہ اس دن کو 1956ء میں امریکی کانگریس کی قرارداد کے ذریعے باقاعدہ طور پر تسلیم کر لیا گیا۔ 1972ء میں امریکی صدر رچرڈ نکسن نے قومی سطح پر فادر ڈے منانے کیلئے جون کے تیسرے اتوار کا مستقل طور پر تعین کر لیا، جسکے بعد سے اس دن کو پاکستان سمیت دنیا کے بیشتر ملکوں میں جون کے تیسرے اتوار

باپ زندگی بھر اولاد کیلئے قربانیاں دیتا ہے

”اے خدا میرے ابو سلامت رہیں“

فادر ڈے کے موقع پر معروف شخصیات کے تاثرات

مقابلہ کر سکیں گی اور میری دعا ہے کہ ہم پر والدین کا سایہ ہمیشہ رہے۔

معروف ٹینس شاعرہ سہیل (Ushna Suhail) ورلڈ ویمن ٹینس فیڈریشن رینٹلنگ حاصل کرنے والی پہلی پاکستانی خاتون کھلاڑی نے کہا کہ والد ایک ایسی شخصیت ہوتا ہے جس کے بغیر



زرتاج بگل



سپر ماڈل صائمہ اظہر

معاشرے میں گزر بسر کرنا بہت مشکل ہے۔ بیٹیوں کیلئے والد کی بہت زیادہ اہمیت ہوتی ہے اور خاص طور پر جب کسی لڑکی کا کوئی بھائی نہ ہو تو والد، باپ کے ساتھ ساتھ بھائی کا کردار بھی ادا کرتا ہے۔ ہمیں اپنے والد کا بہت خیال رکھنا

ہماری ہمتی اور نافرمانی کے باوجود وہ چھاؤں اگر ہم سے روٹھ گئی تو زندگی کی مشکلات سے جان چھڑانا ہمارے لیے ناممکن ہے۔ مسلمان کا ہر دن مدر ڈے اور فادر ڈے ہونا چاہیے اس حوالے سے قرآن پاک کی ایک آیت کا ترجمہ بیان کرو گی اس سے آپ سب کو والدین کی اہمیت کا انداز ہو جائے گا



پلوشہ خان



ٹینس شاعرہ سہیل

تجھے ناگوار گزرے تو) ان سے کبھی اُف بھی مت کہنا اور نہ انہیں جھڑپنا اور ان سے خوب ادب سے بات کرنا، اور ان کے سامنے شفقت سے انکساری کے ساتھ بھگتے رہنا اور یوں دعا کرتے رہنا ”اے ہمارے پروردگار! تو ان پر رحمت فرما، جیسا کہ انہوں نے بچپن میں مجھے پالا ہے۔“ (صرف ظاہر داری نہیں، دل سے ان کا احترام کرنا) تمہارا رب تمہارے دل کی بات خوب جانتا ہے اور اگر تم سعادت مند ہو تو وہ توبہ کرنے والے کی خطائیں کثرت سے معاف کرنے والا ہے۔

اداکارہ سپر ماڈل صائمہ اظہر نے کہا کہ والدین ہمارے لیے خدا کے بعد سب سے زیادہ اہمیت رکھتے ہیں ہمیں ان کا ہمیشہ ادب و احترام کرنا چاہیے کیونکہ ماں اور باپ نے خود زندگی کے دکھ کھ سکھ سب برداشت کیے ہوتے ہیں مگر ان کی خواہش ہوتی ہے کہ ہمارے بچوں کو ذرا سا کوئی کانٹا بھی نہ چبھ جائے، ہمیں اپنے والدین کا بہت احترام کرنا چاہیے۔ مگر آج کے دور میں ایسی بد نصیب اولاد بھی ہے جو

سارے رشتوں میں والدین کے رشتے کیسب سے زیادہ اہمیت ہے۔ میں فادر ڈے یا مدر ڈے پر یقین نہیں رکھتی ہوں۔ میرا خیال ہے کہ ہر روز ماں باپ سے پیار کا دن ہے کیونکہ ہم ان کے پیار کو کسی ترازو میں نہیں تول سکتے ہیں اور آج میں جو کچھ بھی ہوں ان کی بدولت ہوں۔ پاکستان تحریک انصاف کی رہنما زرتاج بگل نے فادر ڈے کے حوالے سے کہا کہ موجودہ دور میں معاشرہ انتشار اور افراتفری کا شکار ہے اور مسلمان اپنی روایات اور اسلامی تعلیمات سے دور ہوتے جا رہے ہیں اور آئے روز والدین کے ساتھ بدسلوکی، تشدد اور قتل جیسے گناہ جرم کا ارتکاب ایک معمول بن چکا ہے۔ اللہ کی عبادت کے بعد سب سے بڑی نیکی والدین سے اچھا سلوک ہے جسے مسلمان آج فراموش کر چکے ہیں۔ آج اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ حقوق العباد کے متعلق اسلام کی تعلیمات کو عام کیا جائے اور خصوصاً والدین کے مقام و مرتبہ کے متعلق جو احکامات ہیں، اسے پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا مختلف پروگراموں کے ذریعے عام کرے اور معاشرے کے تمام طبقات اس معاملے میں اہم کردار ادا کریں تاکہ مسلم معاشرہ میں والدین اور بزرگوں کو ان کا جائز مقام مل سکے۔

ہو۔ (مسلم)
ہر سال (جون کے تیسرے اتوار) یعنی اس سال 19 جون 2017ء کو عالمی فادر ڈے ہے۔ یہ ہمارے لیے صرف تہوار نہیں بلکہ خدمت و عزت کا نام ہے۔ امریکہ میں بیسویں صدی کے اوائل میں ماں کے عالمی دن کی کامیابی کے بعد والد کی عظمت کو خراج تحسین پیش کرنے کیلئے اس یوم کو منانے کا سلسلہ شروع ہوا تاہم اس کو عالمی سطح پر مقبولیت 1966ء میں اس وقت ملنا شروع ہوئی، جب امریکی صدر لنڈن جونس نے جون کے تیسرے اتوار کو فادر ڈے قرار دیا جبکہ 1972ء میں اسے امریکی قومی تعطیل قرار دیا گیا، جس کے بعد ہر سال جون کا تیسرا اتوار دنیا کے بہت سے ممالک میں فادر ڈے کے طور پر منایا جاتا ہے۔

امریکہ میں بیسویں صدی کے اوائل میں ماں کے عالمی دن کی کامیابی کے بعد والد کی عظمت کو خراج تحسین پیش کرنے کیلئے اس یوم کو منانے کا سلسلہ شروع ہوا تاہم اس کو عالمی سطح پر مقبولیت 1966ء میں اس وقت ملنا شروع ہوئی جب امریکی صدر لنڈن جونس نے جون کے تیسرے اتوار کو فادر ڈے قرار دیا جبکہ 1972ء میں اسے امریکی قومی تعطیل قرار دیا گیا جس کے بعد ہر برس جون کا تیسرا اتوار دنیا کے انھوں ممالک میں فادر ڈے کے طور پر منایا جاتا ہے۔ باقی ممالک یہ دن اپنے اپنے والد کے حساب سے جنوری سے نومبر تک کی مختلف تاریخوں میں مناتے ہیں۔ اگرچہ اس موقع پر والد کے ساتھ الفت و محبت اور ان کی خدمت کے جذبے کو بڑھانے کے عزم کو بھی دہرایا جاتا ہے۔ لیکن جتنے جوش و خروش سے دنیا بھر میں فادر ڈے منایا جاتا ہے، اور جس شدت سے بچے ماں کے دن کا انتظار کرتے ہیں اور جیسے تحائف اس دن اولاد کی جانب سے والد کو ملنے ہیں وہ انتظار و ایسا جوش و خروش اور اس طرح کے تحائف بہت کم باپوں کے حصے میں آتے ہیں، اس میں بھی بیٹوں کے مقابلے میں بیٹیوں زیادہ محبت کا اظہار کر کے اس دن کو مناتی ہیں۔ مگر پھر بھی گزشتہ سال امریکہ بھر میں فادر ڈے کے موقع پر 13 ارب ڈالر سے زائد مالیت کے تحائف تقسیم کئے گئے تاہم یہ بھی حقیقت ہے کہ اس کے مقابلے پر ماں کیلئے تحائف پر بچوں کو دوگنا زیادہ رقم خرچ کی۔ اگر اس دن کے حوالے سے کچھ ریکارڈز کا جائزہ لیا جائے تو سب سے کم عمر باپ بننے کا اعزاز برطانیہ کے سین اسٹیورٹ نے صرف بارہ سال کی عمر میں بن کر حاصل کیا اور گیزبک آف ورلڈ ریکارڈ میں جگہ بنائی جبکہ سب سے عمر والد بننے کا ریکارڈ ہندوستان کے رام جیت راگھو کے حصے میں جنوری 2011 میں 94 سال کی عمر میں آیا۔ اسی طرح کرسمس، ویلنٹائن اور فادر ڈے کے بعد فادر ڈے چوتھا بڑا دن ہے جب سے سب سے زیادہ کارڈز ارسال کئے جاتے ہیں جن کی تعداد 94 ملین ہے۔ درحقیقت باپ دنیا کی وہ عظیم ہستی ہے جو کہ اپنے بچوں کی پرورش کے لئے اپنی جان تک لڑا جاتا ہے۔ ہر باپ کا بچی خواب ہوتا ہے کہ وہ اپنے بچے کو اعلیٰ سے اعلیٰ معیار زندگی فراہم کرے تاکہ وہ معاشرے میں باعزت زندگی بسر کر سکے اور معاشرتی ترقی میں اپنا کردار ادا کر سکے۔

☆☆☆

سلوکی، بدزبانی، طعنے دل دکھانے والی باتیں تو ایک معمول بن چکا ہے۔ اولاد اپنی مصروف ہوئی ہے ان کے پاس ماں باپ کے پاس بیٹھے، باتیں کرنے کا وقت نہیں ہے۔ مغرب میں اولاد اپنے ماں باپ کو اولڈ ہومز میں داخل کروا دیتے ہیں، مغرب کی پیروی میں ایسا اب پاکستان میں بھی کیا جا رہا ہے، پاکستان جو کہ ایک اسلامی ملک ہے اس میں بھی اولڈ ہوم بن چکے ہیں، جہاں بوڑھے اپنے دکھ درد، داستان حیات سنا سنا کر وقت گزاری کرتے ہیں۔ ہالینڈ سے ایک خبر غصہ دی ہوا کہ جھونکے کی طرح آئی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ ہالینڈ کے ایک اولڈ ہوم کی انتظامیہ نے وہاں مقیم بوڑھوں کی تنہائی دور کرنے کے لیے کاج اور یونیورسٹی کے طالب علموں کو منفرہ پیش کش کی ہے کہ وہ روزانہ اگر ایک گھنٹہ اولڈ ہوم میں کمین بوڑھوں کے ساتھ گزاریں تو ان کو بلا معاوضہ رہائش فراہم کی جائے گی۔ اب تک کافی طالب علم وہاں رہائش پذیر ہو چکے ہیں۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ ہمارے علماء، اساتذہ، اور پرنٹ و الیکٹرانک میڈیا کے ساتھ ساتھ شوشل میڈیا وغیرہ پر حقوق العباد پر زیادہ سے زیادہ کام کیا جانا چاہیے تاکہ نئی نسل اپنے اسلامی فرائض کو جان سکے۔ سب سے اہم یہ ہے کہ آخرت کے حساب کتاب کا احساس دلایا جائے یہ ہی دانائی ہے کہ آخرت کا خوف ہو۔ ہم دیکھتے ہیں کہ والدین سے بدسلوکی گناہ کبیرہ ہے اور شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ والدہ کی طرح والد بھی ایک ذمہ دار انسان ہے جو اپنے خون پسینے کی کمائی سے اولاد کی پرورش کرتا ہے انکے والدین رات اپنی اولاد کی پرورش کے لیے محنت کرتے ہیں لوگوں کی غلامی کرتے ہیں باتیں سنتے ہیں اور سارا دن جو کماتا ہے وہ اپنے بچوں پر خرچ کرتے ہیں۔

جب اولاد والدین کی بخشش کے لیے دعا کرنی چھوڑ دے تو اس کا رزق روک لیا جاتا ہے۔ مطلب یہ کہ رزق میں برکت نہیں رہتی رزق ہوتا ہے مگر کی کاروبار تو رہتے ہیں۔ اس میں برکت نہیں ہوتی، ہوس بڑھ جاتی ہے، انسان سکون محسوس نہیں کرتا۔ وہ جو والدین کو ستاتے ہیں اور والدین ان کے لیے دعا کرنی چھوڑ دیتے ہیں۔ بد نصیب ہے وہ شخص جو اپنے والدین کی خدمت کر کے ان کی دعا نہیں لیتا اور دوسرے لوگوں سے کہتا پھرتا ہے میرے لیے دعا کرنا۔ باپ ایک رحمت خداوندی ہے جو سدا ایک چادر کی طرح سر پر پڑتی رہتی ہے۔ جب تم اپنے والدین سے سختی سے بات کرتے ہو اونچی آواز سے ان کو جھڑکتے ہو تو اس وقت اللہ اور اس کے فرشتے تم پر لعنت کرتے ہیں۔

اور آخر میں ایک بہت زبردست قول کہ اس وقت تمہاری نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کام کا جب تم سے تمہارے والدین ہی خوش نہ ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ اس کی ناک خاک آلود ہوئی (ذیل ہوا) یہ بات آپ نے تین دفعہ فرمائی۔ لوگوں نے پوچھا اسے رسول اللہ کون ذیل ہوا؟ آپ نے فرمایا وہ شخص جس نے اپنے والدین کو بڑھاپے کی حالت میں پایا اور ان دونوں میں سے ایک یا دونوں کی خدمت کر کے جنت میں داخل نہ

ڈے کو صرف تہوار نہ سمجھیں، بلکہ اسلام کے سنہری اصولوں کے مطابق والدین کے حقوق پورے

کریں۔ ان کے ادب و خدمت میں کوئی کمی نہ آنے دیں۔ بچوں کو والد کی قدر اس وقت محسوس ہوتی ہے، جب وہ اس دنیا سے پردہ کر جاتا ہے۔ آقا حضرت محمدؐ نے فرمایا، جو اپنے

روشنی میں بیان کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں والد جو کہ جنت کا دروازہ ہے اس بارے میں کم لکھا جاتا ہے۔ یہ نہیں کہتی کہ بیٹے والد سے محبت نہیں کرتے میں یہ کہہ رہی ہوں والد کے

بارے میں بیٹوں نے کم لکھا ہے۔ اسی طرح جب اسلامی تعلیمات کا ذکر ہوتا ہے تو بھی زیادہ والدہ کی خدمت پر زور دیا

جاتا ہے حالانکہ قرآن پاک سورہ بنی اسرائیل کی آیات کا مفہوم

بیٹوں کی نسبت بیٹیاں اپنے والد سے زیادہ پیار کا اظہار کرتی ہیں

باپ گھر کا نگہبان اور بچوں کا سچا دوست

فادر ڈے کے عالمی دن پر باپ کے حوالے سے خصوصی تحریر

والد کی عزت نہیں کرتا وہ میرا امتی نہیں ہو سکتا۔ اگر ہم آج اپنے والد کی عزت و احترام نہیں کریں گے، تو کل آنے والی نسل ہمیں بھی عزت سے محروم رکھے گی۔ جس گھر میں والدین ہوں، وہ گھر رحمت خداوندی کا آستانہ ہوتا ہے ماں باپ کی دعاؤں سے بلائیں ملتی ہیں مسلمانوں کا ہر لمحہ ماں باپ کے لئے وقف کیا گیا ہے حتیٰ کہ عمر بھر کی عبادت و ریاضت اور نیکیاں والدین کی رضا سے منسوب ہیں۔ موجودہ دور نفسا نفسی کا ہے اس میں اب ہم

باپ کے ساتھ بھلائی کرو اگر ان دونوں میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائے تو ان کو فائدہ نہ پہنچاؤ نہ ان کو جھڑکنا بلکہ ان سے نرمی سے بات کرو اور اپنے بازوؤں کو نرمی اور عاجزی سے ان کے سامنے پھیلا اور ان کے لیے یوں دعا کرو۔

اے میرے رب تو ان پر اس طرح رحم فرما جس طرح ان دونوں نے بچپن میں مجھ پر رحمت اور شفقت کی (مفہوم سورہ بنی اسرائیل آیت 32 تا 42) اور بہت سی احادیث میں زیادہ تر والدین کا ذکر آیا ہے یعنی ماں اور باپ دونوں کا۔ (صرف والدہ کا ذکر نہیں ہے۔) اسلام میں والد کے حقوق و احترام پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ اس تہوار عالمی فادر

باپ ایک مقدس محافظ ہے جو ساری زندگی اپنے خاندان کی نگرانی اور حفاظت کرتا ہے اپنی اولاد کا سب سے بڑا خیر خواہ ہے۔ سچا دوست ہے پھر کیا وجہ ہے کہ اس بارے میں کم لکھا جاتا ہے۔ سوچنے کی بات ہے، مجھے کی بات ہے، ماں کے لیے تو سچی دعا کرتے ہیں، ماں کا پیار تو سب کو نظر آتا ہے، کبھی کسی نے باپ کا پیار بھی محسوس کیا باپ کو بھی اپنی اولاد سے پیار ہوتا ہے۔ والد کے انتقال سے پہلے اس کی قدر کرنی چاہیے ان کی زندگی ہمارے لیے کھلی کتاب ہے اس کتاب کے ایک ایک صفحے ایک ایک سطر، ایک ایک لفظ سے ہم کو استفادہ حاصل کرنا چاہیے مگر اس کے الٹ ہم دیکھتے ہیں کہ اولاد خود تجربات کرتی ہے اور جب وہ اپنے تجربات اپنی اولاد کو منتقل کرتی ہے تو بالکل ان کی طرح اولاد بھی اپنے تجربات خود کرتی ہے باپ کی کمائی کے تو اولاد حق دار بنتی ہے مگر اس کے دیگر تجربات، تعلق اس کی دوستیاں، اصول، سے ہم کی فائدہ اٹھاتی ہے حالانکہ باپ

یہ ہماری بد قسمتی ہے کہ مغرب کی طرح ہمارے ہاں بھی بزرگوں کو اولڈ ہوم میں داخل کروادیا جاتا ہے

ایک کتاب ہے جس پر تجربات تحریر ہوتے ہیں اپنے والد کو خود سے دور مت کریں بلکہ اس کے تجربات سے سیکھنا چاہیے لیکن ہم دیکھتے ہیں نئی نسل والدین سے خود کو زیادہ عقل مند خیال کرتی ہے اپنے والد کے تجربات سے سیکھنے کی بجائے نئے تجربات کرتی ہے۔

اکثر والد ایسے دیکھے ہیں جن کو یہ لگتا ہے کہ اولاد فرمان ہے کہا نہیں مانتے، جہاں سے روکیں وہاں جاتے ہیں خائفانہ سے تعلقات رکھتے ہیں اور جن کو ہم عزیز رکھتے ہیں ان سے دور رہتے ہیں ہمارے کہنے پر جن سے ہم کو الفت ہے ان کا احترام نہیں کرتے وغیرہ والد کا احترام کرو تا کہ تمہاری اولاد بھی تمہارا احترام کرے۔ والد کی عزت کرو تا کہ اس سے فیض یاب ہو سکو۔ والد کی باتیں غور سے سنو تا کہ دوسروں کی باتیں نہ سنی پڑیں۔ اپنے والد کے سامنے اونچی آواز سے نہ بولو ورنہ اللہ پاک تم کو نیچا دکھا دے گا۔ والد کے آٹو تمہارے دکھ اور تکلیف سے نہ گریں ورنہ اللہ پاک تم کو جنت سے گرا دے گا۔

ہم دیکھتے ہیں جتنے جوش و خروش سے دنیا بھر میں فادر ڈے منایا جاتا ہے، اس جوش و خروش سے فادر ڈے نہیں منایا جاتا مغربی دنیا میں تو ایسا کیوں ہے کہ وہ جہ جہ میں آتی ہے کہ وہاں اکثریت کو اس کا علم ہی نہیں ہوتا کہ ان کا باپ کون ہے یہ ہی وجہ ہے کہ جس شدت سے بچے ماں کے دن کا انتظار کرتے ہیں اور جیسے تحائف اس دن اولاد کی جانب سے والدہ کو ملنے ہیں وہ انتظار، ویسا جوش و خروش اور اس طرح کے تحائف بہت کم والد کے حصے میں آتے ہیں، اس میں بھی بیٹوں کے مقابلے میں بیٹیوں زیادہ اپنے والد سے اپنی محبت کا اظہار کر کے یہ دن مناتی ہیں۔ لیکن ہم مشرق میں، اپنے پاکستان میں بھی دیکھتے ہیں کہ والد کی نسبت والدہ کی زیادہ عزت کی جاتی ہے، اور یہ بھی کہ والد سے زیادہ محبت ان کی بیٹیاں ہی کرتی ہیں۔ ہم یہاں والد کی شان میں چند اقوال کی



سندھ کی گزیریں

18 جون 2017ء



یہ بڑی اچھی بات ہے کہ عہد حاضر میں جبکہ روشن خیالی اور غیروں کی تہذیب کو اپنانے کا جنون عروج پر ہے، لڑکیوں میں حجاب کے رجحان میں اضافہ ہو گیا ہے۔ خواتین اور لڑکیاں بڑے شوق اور چاہت سے چابی لباس اور سکارف کو ترجیح دے رہی ہیں، حتیٰ کہ مغربی ممالک میں رہنے والی خواتین اور لڑکیوں کے من کو اسلامی اور مشرقی پہناوے کی بھاتی ہے۔ اکثر لڑکیاں جو تعلیمی اداروں میں بھی اسلامی پہناوے کے ساتھ جاتی ہیں ان کا کہنا ہے کہ مکمل اسلامی لباس ان کے وقار اور میں اضافہ کرتا ہے اور تو اور اس رجحان کی دیکھا دیکھی چھوٹی بچیاں بھی سکارف پہننے کی فرمائش کرنے لگی ہیں، قابل ذکر بات یہ ہے کہ شوہر سے تعلق رکھنے والی اداکارائیں عام طور پر جن کے خصوصی پہناوے ہوتے ہیں وہ بھی ذاتی زندگی اور غیر فنی تقریبات میں جاتے وقت ایسے پہناؤں کو ہی ترجیح دینے لگی ہیں، گویا حجابی کا خیال رکھنے کے باعث پاکیزگی کی جو فضا اور ماحول بنتا ہے وہ نہ صرف نظر کو اچھا لگتا ہے بلکہ اس سے ماحول پر بھی خوشگوار اثر پڑتا ہے۔



حجابی پہناوے بنائیں آپ کی
شخصیت کو پرکشش اور پروقار



نام بھی لاسانی
معیار بھی لاسانی



وزن گھٹائی
صحت پائی



ہر قسم کے موٹاپے کی وجوہات کو
کم کرنے کیلئے مؤثر دوا

AL HAMRA

ای میل: lasanipharma@yahoo.com تمام دواؤں کی کاپی سے دور رکھیں۔ طبیعت زیادہ تراب ہو تو سوچا سے رجوع کریں۔



میک اپ ڈو ٹو گرانی خاور ریاض
اہتمام اشفاق حسین
برانڈ مانیجر

شرافت ہاؤس کے مکینوں میں ایک ریٹائرڈ باپ اور چار جوان بیٹیاں شامل ہیں۔ اس ”شرافت ہاؤس“ کو شرافت کے نام نہاد ٹھیکیدار کس نظر سے دیکھتے ہیں زیر نظر ناول میں یہی جواب تلاش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

شرافت ہاؤس

ایک ریٹائرڈ شخص کا فسانہ عجب جس نے حالات سے سمجھوتہ کر لیا تھا



ندیم اسلم

قسط نمبر 31

معاشرے پر بھروسہ کرنے والا شرافت بیک جس نے چاروں بیٹیوں کو اپنی مرضی سے زندگی گزارنے اور اپنی مرضی کا جیون ساتھی ڈھونڈنے کی آزادی دے رکھی تھی جسے اپنی جوان بیٹیوں پر کچھ زیادہ ہی اعتماد تھا آج اس اعتماد کا جنازہ نکل چکا تھا۔ ایک بیٹی عزت کا جنازہ نکال کر جا چکی تھی دوسری کا بچ بچ جنازہ نکل چکا تھا اور پولیس اس کی لاش پوسٹ مارٹم کے لئے لے جا چکی تھی جبکہ باقی دونوں بیٹیاں بھی زندہ لاشوں کی مانند نیم مرده ہو چکے تھیں

گزشتہ قسطوں کا خلاصہ

شرافت بیک ایک ریٹائرڈ شخص چار جوان بیٹیوں کے ساتھ ایک گھر میں رہتا ہے۔ بڑی بیٹی گلناز ایک بس سروس میں میزبان ہے دوسری بیٹی سدرہ فضائی کمپنی میں کنکوں کی بکنگ پر ہے تیسری بیٹی غزالہ ایک ریسٹورنٹ میں آفیسر مہمانداری اور سب سے چھوٹی بیٹی سعدیہ ایک پیزاہٹ پر کاؤنٹر پر ہے۔ ان لڑکیوں کی چھوٹی زینت بیگم ان لڑکیوں کی ملازمت کیلئے ہے اور اپنے بھائی شرافت بیک کو طے دیتی ہے کہ ایک اور شرافت بیک کی چھوٹی بیٹی سعدیہ کسی پارک میں اپنے کسی کو لیک کے ساتھ پانی پانی ہے۔ زینت بیگم سعدیہ اور لڑکے کی موقع پر تصویر بنوا کر لے آتی ہے۔

سرہانے بیٹھ کر اپنی بد قسمتی کا ماتم کر رہی تھیں۔

ادھر پولیس انسپکٹر گبول نے گلناز کی لاش کا پوسٹ مارٹم کروانا اس لئے ضروری سمجھا تھا کہ جس کمرے میں گلناز نے خودکشی کی تھی اس کا دروازہ اندر سے کھلا تھا جبکہ خوش کشی کرنے والا پہلے کمرے کا دروازہ اندر سے بند کرتا ہے اور پھر فیصلہ کرتا ہے کہ اس نے کس طریقے سے مرنا ہے مگر گلناز کے باپ نے انسپکٹر گبول کو بتایا تھا کہ گلناز نے خودکشی کے وقت اندر سے دروازہ بند نہیں کیا تھا۔ اس لئے گلناز کی لاش کا پوسٹ مارٹم ضروری تھا۔ اب وہاں سے جو رپورٹ آئی تھی اس کی روشنی میں انسپکٹر گبول نے تفتیش کا دائرہ کار بڑھانا تھا مگر اس گھر کو برباد کرنے والے مرکزی ملزم جمال

اور اس کے ساتھ جانے والی سعدیہ تک پہنچنا ضروری تھا۔ گلناز نے اپنے خط میں جو انکشافات کئے تھے ان کی تصدیق کیلئے جب تک جمال تک نہ پہنچا جاتا کہانی کا اپنے انجام کو پہنچنا ممکن نہ تھا۔ انسپکٹر گبول نے تھانے پہنچ کر ایک سیشن تفتیشی ٹیم تشکیل دی اور دونوں کے اندر اندر ملزم جمال اور سعدیہ کو ڈھونڈ نکالنے کے احکامات جاری کر دیئے۔ تفتیشی ٹیم کا سب سے پہلا مارگٹ وہ فنکار اکیڈمی تھی جہاں جمال اور گلناز جاب کرتے تھے اور جہاں یعنی نائی لڑکی نے شرافت کو بتایا تھا کہ جمال گلناز

کے ساتھ ساتھ اس کی چھوٹی بیٹی سعدیہ کو بھی اپنے

فنکار اکیڈمی کے فنکار وہاں سے رفقہ ہو چکے تھے۔ ساتھ کے دفتر والوں سے پتہ کیا تو معلوم ہوا کہ یہ لوگ کل شام سے پہلے ہی دفتر خالی کر گئے تھے اور یہ کچھ پتہ نہیں کہ کہاں چلے گئے البتہ یہاں کام کر نیوالا ایک نو جوان کل شام آیا تھا اور اس نے مجھ سے کہا تھا کہ اگر کوئی آکر ان کا پوچھے تو اسے بتایا جائے کہ جمال نام کا کوئی شخص اس آفس میں کام نہیں کرتا تھا۔ مگر جب تفتیشی ٹیم نے اسکے بارے میں زیادہ اصرار کیا تب چوکیدار تفتیشی ٹیم کے ارکان کو بتایا کہ جمال جب آیا تھا تو اس کے ہاتھ میں ایک فائل تھی جو وہ یہاں ساتھ والے دفتر میں بھول گیا تھا، چوکیدار نے تفتیشی ٹیم کے انچارج کے سامنے اس خیال کا اظہار کیا ممکن ہے جمال اپنی فائل لینے دوبارہ اس دفتر آئے۔ تفتیشی ٹیم نے چوکیدار سے وہ فائل لے کر اپنے قبضے میں کر لی اور چوکیدار کو اپنا



بالا خر شفقت بیک اپنی بیٹی گلناز کے کو لیک جمال سے اس کی شادی کرنے کا فیصلہ کر لیتا ہے تاکہ اسے گھر اور اس کی جوان بیٹیوں کو تحفظ مل سکے مگر اسی دوران شفقت بیک کی بہن زینت بیگم اس کی بڑی بیٹی گلناز کا رشتہ لے آتی ہے۔ مگر بیٹیاں اس رشتے کو مسترد کر دیتی ہیں شرافت بیک بھی اسی بات پر آمادہ ہو جاتا ہے کہ اس کی بیٹیاں اپنی مرضی سے شادی کر سکتی ہیں مگر بڑی بیٹی گلناز کی جس لڑکے سے منگنی ہوئی ہے وہ منگنی کے بعد انکشاف کرتا ہے کہ وہ غیر شادی شدہ نہیں ہے جس پر گلناز اور اس کی باقی بیٹیوں میں غم کی تصویر بن جاتی ہیں مگر شرافت بیک گلناز کو مجبور کر کے خود جمال سے بات کرتا ہے۔

ساتھ لے پھرتا تھا۔

فنکار اکیڈمی کے دفتر پہنچے تو وہاں تالہ پڑا تھا اور باہر ایک بورڈ آؤیزاں تھا کہ آفس کرائے کیلئے خالی ہے گویا

گلناز کے باپ نے انسپکٹر گبول کو بتایا تھا کہ گلناز نے خودکشی کے وقت اندر سے دروازہ بند نہیں کیا تھا۔ اس لئے گلناز کی لاش کا پوسٹ مارٹم ضروری تھا

گیا تھا اور جو چوکیدار نے وہ فائل تفتیشی ٹیم کو دیدی تھی مگر اب بایک پر سوار دونوں چوکس اور پھر تیلے نو جوان تفتیشی ٹیم کے ہاتھ سے وہ فائل چھین کر تیز ہوا کے گولے کی طرح یا پھر کسی چٹاؤے کی طرح غائب ہو چکے تھے تفتیشی ٹیم کے ایک رکن نے بایک پر ان کا پیچھا کرنا چاہا مگر اس نے سٹارٹ ہونے سے انکار کر دیا تھا۔

وہ چوکیدار جو پختہ عمر کا پختہ نو جوان تھا اس نے تفتیشی ٹیم کے ارکان کی طرف دیکھتے ہوئے طنز یہ انداز میں کہا جاؤ بابا جاؤ تم بڑا کمزور لوگ ہے تمہارے تو ہاتھ سے بچے لوگ فائل چھین لے گیا تم نے کیا خاک تفتیشی کرتی ہے۔ ویسے میرا عقل تو یہ کہتا ہے کہ ان دونوں لڑکوں کو جمال نے بھیجا ہوگا، فائل لینے کے لئے اور وہ بڑی صفائی سے اپنا کام کر گئے۔ اب تم لوگ جاؤ ہمارا وقت خراب نہ کرو ہمارا ادھر ڈیوٹی کا ٹائم ہے اگر جمال کیا کبھی ادھر آیا تو ہم آپ کو

تفتیشی ٹیم کے تینوں ارکان کی یہ ابتدائی اور پہلی ناکامی تھی جس پر وہ خود بھی دل ہی دل میں بہت ندامت محسوس کر رہے تھے

فون پر اطلاع کر دیگا۔

پختہ نو جوان کی باتیں سن کر تفتیشی ٹیم کے ارکان شرم سے پانی پانی ہو گئے۔ اب ان کے لئے وہاں رکنا مزید شرمندگی اور خجالت کا باعث تھا۔ اس تین رکنی تفتیشی ٹیم کی ابتدائی کارکردگی دیکھتے ہوئے یہ بات ثابت ہو گئی تھی کہ پاکستان میں مختلف کیسوں میں جتنی بھی ٹیمیں بنائی جاتی ہیں وہ بھی اس ٹیم جیسی بیکار ہی ہوتی ہیں جن کا کام صرف کھا پینا اور وقت کا ضیاع ہوتا ہے۔ تاہم ان دونوں جوانوں کا عین موقع پر آنا اور فائل چھین کر لیجانا اس بات کا ثبوت تھا کہ جمال جو بھی ہے یا جس کا مافیہ کیلئے کام کر رہا ہے وہ بڑا مضبوط مافیہ ہے۔ اس سے یہ بھی انداز ہوتا ہے کہ شاید مختلف حیلوں بہانوں سے نو جوان لڑکیوں کو بہلا پھسلا کر اغوا کرنے اور آگے ان کو سہل کرنے والا گروہ ہے اور وہ فائل جو جمال یہاں بھول گیا تھا جسے یہ

موٹر سائیکل جوان چھین کر لے گئے تھے یقیناً وہ بڑی اہم فائل ہوگی۔

تفتیشی ٹیم کے تینوں ارکان کی یہ ابتدائی اور پہلی ناکامی تھی جس پر وہ خود بھی دل ہی دل میں بہت ندامت محسوس کر رہے تھے۔ ان کے پاس اپنے آفسر کو کچھ بتانے کیلئے کوئی جواب نہ تھا۔ تاہم ان ارکان میں سے ایک رکن جو خاصا ہوشیار چالاک اور مشکل سے قدرے ذہین لگتا تھا اس نے اپنے دوسرے دو ساتھیوں سے کہا بھائیو ہماری سستی اور کالی کی وجہ سے وہ نو جوان ہم سے ایک ایسی اہم فائل چھین کر لے گئے ہیں جس سے ہمیں مجرموں کا

نصرف سراغ مل سکتا تھا بلکہ عین ممکن تھا کہ ہم ان تک پہنچنے میں بھی کامیاب ہو جاتے لیکن ہمیں مایوس ہونے کی کوئی ضرورت نہیں جب وہ نو جوان ہمارے پاس کھڑے تھے میں نے دیے ہی احتیاطاں ان کی سپورٹس بائیک کا نمبر نوٹ کر لیا تھا بلکہ اپنی ہتھیلی پر لکھ لیا تھا۔ یہ کہتے ہوئے اس نے ہتھیلی اپنے ساتھیوں کے سامنے کر دی جس پر دوسرا ساتھی بولا یقیناً یہ ہماری ٹیم کی بڑی اہم کامیابی ہے۔ اب اس نمبر سے ہم بآسانی مجرموں تک پہنچ سکتے ہیں۔ ہمیں سب سے پہلے رجسٹریشن آفس میں جا کر اس بائیک کے بارے میں تفصیلات معلوم کرنی چاہئیں۔

(باقی آئندہ)

ٹیلی فون نمبر دیتے ہوئے کہا کہ جب بھی جمال فائل لینے آئے تو بھانے سے اسے بٹھا کر فوراً فون کر دے۔ ابھی تفتیشی ٹیم چوکیدار سے جمال بارے بات ہی کر رہی تھی کہ دو موٹر سائیکل سوار تفتیشی ٹیم کے ارکان کے پاس رکنے، موٹر سائیکل ان کی مسلسل سٹارٹ تھی ایک نو جوان جو بایک کے پیچھے بیٹھا تھا وہ تفتیشی ٹیم کے ایک رکن سے قریبی کسی دفتر کا پتہ پوچھ رہا تھا جبکہ دوسرا نو جوان جو بایک کے آگے بیٹھا تھا مسلسل بایک کو ریس دے جا رہا تھا پھر چاک نہ جانے اس دوران کیا ہوا کہ باتیں کرتے نو جوان نے بڑی ہوشیاری اور پھرتی سے تفتیشی ٹیم کے ایک رکن کے ہاتھ سے وہ فائل چھینی جو جمال یہاں بھول

میرے گھر کے دروازے پر ناصر ادا ہی بال کھولے سوری ہے

دانشوروں اور سیاستدانوں نے بھٹو کو خراج تحسین پیش کیا۔ افتخار کے پروگرام جواہرہ میں کرل رفیع کا انٹرویو خاصا دلچسپ تھا۔ اگرچہ وہ حقائق تو زمر و زکریا پر پیش کر رہے تھے۔ اس کے باوجود بہت سارے تاریخی حقائق سے پردہ بھی اٹھایا گیا۔ میں ذوالفقار علی بھٹو سے اپنے تعلقات کے بارے میں سوچتا رہا۔ اُن کا چہرہ مٹھی اور مثبت پہلوؤں سمیت میرے سامنے موجود تھا۔ بھٹو سے اختلاف کے ہزار پہلو میرے سامنے تھے اس

اُن سے بنا دل خیال ہوتا رہا۔ وہیں معلوم ہوا کہ سپریم کورٹ نے اسلام آباد کی انتظامیہ چیف کمشنر اور آئی جی سمیت تمام افسران پر فرد جرم عائد کر دی ہے۔ انہیں کہا گیا ہے کہ آپ نے چیف جسٹس سے بدسلوکی کی انصاف کی فراہمی کے عمل میں مداخلت کی اور توہین عدالت کے مرتکب ہوئے۔ 11 اپریل کو جوابات کے ساتھ عدالت میں حاضر ہو کر وضاحت پیش کریں۔ یہاں پر آئے ہوئے دوستوں نے بتایا

وہ صفا مردہ پر میری پھونچگی کے ساتھ دوڑ رہی تھیں دونوں کے چہرے پر ایک ملوکیت سمیت تھا۔ آج تمہارے چہرے پر مجھے ویسی جھٹک نظر آئی۔ سنی کا عمل جاری رہے تو پتھر کے سینے سے بھی جھٹکے اُٹھنے لگتے ہیں۔ میں محنت کے عجوبات پر یقین رکھتا ہوں خواہ وہ جسمانی محنت ہو یا روحانی۔

سپریم جوڈیشل کونسل میں چیف جسٹس افتخار محمد چودھری نے درخواست دائر کی کہ اُن کے ریفرنس کیلئے کھلی عدالت کا طریقہ کار اختیار کیا جائے۔ وہ اوپن ٹرائل کا سامنا کرنا چاہتے ہیں۔ سپریم جوڈیشل کونسل نے اُن کی درخواست کی سماعت کیلئے 13 اپریل کا دن مقرر کیا اور وہ واپس اپنے گھر کی روانہ ہو گئے۔ اُن کی واپسی کا منظر عجیب و غریب تھا۔ سپریم کورٹ سے اُن کے گھر کا فاصلہ زیادہ سے زیادہ پانچ

منٹ کی ڈرائیو ہے مگر انہیں اپنے گھر پہنچنے کیلئے تین گھنٹے کا وقت لگا۔ تمام سیاسی جماعتوں کے کارکنوں اور وکلاء نے اُن کی گاڑی کو گھیر لیا اور وہ چوٹی کی رفتار سے اپنی منزل کی طرف روانہ ہوئی۔ میں نے اس واقعے کو بھی آج کے خط کا موضوع بناتے ہوئے لکھا۔ لوگ چیف جسٹس کی گاڑی سے چپے ہوئے تھے۔ یوں لگتا تھا صرف ایک انکار سے جو شمع فروزاں ہوئی ہے اس کی حفاظت کیلئے وہ اپنی جانیں قربان کر دیں گے۔ انصاف کی پالکی کو ایسا احترام پیش کیا جا رہا تھا جو ارجن مہاراج کی پالکی کو اُن کے پجاری پیش کرتے ہیں۔

میرے دل سے دعا تھی یا پروردگار! یہ قوم اکثر سراہوں کے پیچھے بھاگتی رہی ہے اس مرتبہ منزل مقصود پر پہنچنا ہمارے نصیب میں لکھ دے۔

14 اپریل بروز بدھ

مقبوضہ پاکستان سے آزاد پاکستان تک۔ نیب کا

بجوت بنگلہ

احتساب عدالت کی حاضری کیلئے گاڑیوں کا قافلہ روانہ

ہوا۔ سارن کی آوازیں ہر طرف افراتفری پھیلا رہی تھیں۔

بڑے پیمانے پر کریک ڈاؤن کر کے اسلام آباد میں ہونے والے مظاہرے کو ناکام بنانے کا بندوبست کیا ہے۔ جماعت اسلامی کے سربراہ قاضی حسین احمد کو گھر میں نظر بند کرنے کی خبریں ہیں۔ سعد رفیق کو گرفتار کر کے میانوالی جیل بھیجے گا پروگرام ہے۔ راولپنڈی سے ایم ایم اے کے ممبر قومی اسمبلی کو بھی سنا ہے گرفتار کر لیا گیا ہے۔ صبح سے سپریم کورٹ میں جسٹس جاوید اقبال کا دیا گیا یہ بیان کہ آئین توڑنے والوں کو جواب دینا ہوگا اور کوئی شخص آئین سے بالاتر نہیں زیر بحث ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ باری باری سب کو سپریم کورٹ آنا ہوگا اور اپنے حصے کا جواب دینا ہوگا۔ انہوں نے چیف کمشنر آئی جی اسلام آباد ڈی پی کشمر علی ایس ایس پی کیپٹن ظفر اقبال ڈی ایس نی جیل ہاشمی اور دیگر افسران کو چیف جسٹس افتخار محمد چودھری سے بدسلوکی کرنے پر توہین عدالت کا نوٹس

آج سارا دن سیل میں بند رہا۔ کتابیں اور اخبارات میرے ساتھی تھے۔ تاریخ تمدن ہندوستان مطالعہ رہی۔ اخبارات میں امریکی وندہ کی میاں نواز شریف سے ملاقات کی تفصیل پڑھنے کو ملی۔ وندہ کے ارکان نے اخبارات کے مطابق ملاقات میں کہا کہ شفاف انکیشن کیلئے تمام لیڈروں کی پاکستان میں موجودگی ضروری ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ صدر بٹش کو شرف کی غیر مشروط حمایت نہیں کرنے دیں گے اور بٹش انتظامیہ کو جتنی جھوٹ بیٹھائے اثر و رسوخ بروئے کار لانے کا کہیں گے۔ جواب میں میاں نواز شریف نے کہا امریکہ کے فوجی حکومت سے تعلقات اس کے دوہرے معیار کی نشاندہی

جسٹس جاوید اقبال نے کہا

باری باری سب کو سپریم کورٹ آنا ہوگا اور اپنے حصے کا بیان دینا ہوگا

بزرگ سیاسی رہنما جاوید ہاشمی کی کتاب ”زندہ تاریخ“ سے ایک باب

بھی دیا۔ وکلاء کا مطالبہ تھا کہ ان افسران کے خلاف کارروائی فوجداری قانون کے تحت ہونی چاہیے۔ ڈاکٹر عبدالقدیر خان کی صحت بارے میں تشویش میں مبتلا ہو گیا۔ دانتوں کی تکلیف کا معلوم ہوا تو یاد آئے گئے۔ میں نے سنی راتیں جاگ کر گزاری تھیں۔ جیل کے بے رحم حکام کہتے تھے کہ دانت کے درد سے انسانی صحت متاثر نہیں ہوتی اس لیے آپ کو علاج کیلئے ہسپتال نہیں لے جایا جاسکتا۔ رات دیر تک مطالعہ کرتا رہا۔ صبح دو بجے سو گیا۔

ظلم، غرور اور انا کا آخری سورج یا سراب

آج چیف جسٹس افتخار محمد چودھری نے سپریم جوڈیشل کونسل میں بطور مزاحم پیش ہونا تھا۔ میں نے اپنی آج کی مصروفیات کو ایک خط کی صورت میں میسجنگ لکھا کہ میری صبح کا آغاز موٹوں کی اڈان پرندوں کی چیچک بھارت میں انجمن کی سیٹی جیل کے قریبی گاؤں سے آنا پینے والی چکی کے شور اور کمرے کا تالا کھلنے کی آواز سے ہوتا ہے۔ میں خواب غفلت سے بیدار ہو کر نئے دن کے مفید محلوں میں خود کو محفوظ کر لیتا ہوں۔ زندگی بیکٹریکٹ سے تو محض جن میں جا بیٹھا ہوں۔ کئی سالوں کی محنت نے میری جیل کی سنگلاخ زمین کے دامن کو پھولوں سے بھر دیا ہے۔ زمین سے پھوٹنے والی بہار

کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کی مضبوطی کا انحصار بحالی جمہوریت، شفاف انکیشن اور قومی اداروں کی مضبوطی پر ہے۔ ملاقات میں نواز شریف کی معاونت میاں شہباز شریف احسن اقبال، غوث علی شاہ اور اقبال جھگڑانے کی جبکہ امریکی وفد میں جون ٹرنٹی، جان ملر، میک کالم اور پیٹرک میکزی شامل تھے۔ یہ سب امریکی ایوان نمائندگان کی قومی سلامتی اور خارجہ امور کی سب کمیٹی کے ارکان ہیں۔

اگرچہ یہ ملاقات بہت اہم ہے اس کے باوجود میرے خیال میں امریکن مشرف حکومت کو کسی نہ کسی طرح قائم رکھنے کی کوششیں جاری رکھیں گے۔ اُن کے قومی مفادات اُن کی اولیت ہیں اور ہونے بھی چاہئیں۔ وہ جانتے ہیں کہ جیل کی اہمیت کے پیش نظر اُن سے اختلاف رکھنے والی حکومتیں اس علاقہ میں نہ ہوں۔ اس خطے کے عوام اُن کے عزائم بھانپ چکے ہیں اس لیے وہ برلا امریکہ سے نفرت کا اظہار کرتے ہیں۔ حکومتوں کی اپنی مجبوریاں ہوتی ہیں اس لیے اقتدار کے حصول کیلئے خطے کے سیاسی رہنما اپنے اقتدار کیلئے امریکہ کی طرف دیکھتے ہیں جس کا منطقی نتیجہ امریکی بالادستی کو قبول کرنا ہوتا ہے۔ اس کشمکش میں ابھی تک امریکی تسلط کو کوئی بڑا چیلنج پیش نہیں مگر عراق، ایران اور طالبان نے البتہ منظر نامے میں تبدیلیوں کا راستہ ہموار کرنا شروع کر دیا ہے۔ امریکی اُس کی پیش بندی کیلئے تمام سیاسی اخلاقی اور دفاعی سرحدیں پھیلا لگ جاتے ہیں اور ای وجہ سے اُن سے نفرت کی دیوار بلند سے بلند ہوتی جا رہی ہے۔ امریکی طاقت اپنے غرور کا مظاہرہ کرتی ہے تو لوگ اپنے جسم پر ہم باندھ کر اس کے غرور کو خاک میں ملا دیتے ہیں۔

رات کو تمام ٹی وی چینلوں نے میاں نواز شریف سے دینی میں لیا گیا انٹرویو نشر کیا۔ میاں نواز شریف نے انتہائی جامع انداز میں دو تین گھنٹوں میں ان خدشات کو دور کر دیا کہ وہ جب بھی پاکستان آئے گا فیملہ کریں گے یہ اُن کا اپنا فیملہ ہوگا وہ امریکہ کے کندھوں پر بیٹھ کر پاکستان میں نہیں آنا چاہتے۔ انہوں نے اس بات کا برملا اظہار بھی کر دیا کہ امریکہ کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے پاکستان کے عوام میں امریکہ کے بارے میں دوری پیدا ہو چکی ہے اور امریکہ کو چاہیے وہ کسی فرد کو خوش کرنے کے بجائے سولہ کروڑ عوام سے رابطہ رکھے۔

آج سے ٹھیک دو سال پہلے مجھے اڈیالہ جیل راولپنڈی سے کوٹ لکھنوت جیل میں لایا گیا تھا۔ مشرف دور میں سزا کے لحاظ سے میرا چھٹا سال جنوری سے شروع ہو چکا ہے۔ میں نے صبح اٹھ کر چائے پانی۔ آج کل مشفق دیر سے آتا ہے۔ ناشتہ تیار کر چکا تھا کہ اسے آنے کی اجازت مل گئی۔ آج واک نہیں کر سکا ملاقات کیلئے بہت کم احباب آ سکے۔ حکومت نے

جنوبی وزیرستان میں سینکڑوں لوگوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے ان میں اکثریت اُن کیک باشندوں کی بتائی جا رہی ہے۔

میں نے صحافیوں سے گفتگو میں وکلاء کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ اُن کی تحریک کے نتیجے میں عدلیہ کی آزادی قوم کی آزادی کا پیش خیمہ بن جائے گی اور ہم مقبوضہ پاکستان سے آزاد پاکستان میں داخل ہونے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ حکمرانوں کو چاہیے کہ وہ اس طوفان کا منہ موڑنے کی کوشش نہ کریں۔ ان کی نجات اسی میں ہے کہ وہ عوام سے



چھپنے ہوئے حقوق اُن کو واپس کر دیں۔ لوگ کہہ رہے تھے وکلاء کی تحریک ناکام ہو جائے گی کل کے شاندار مظاہرے نے اُن کی بات غلط ثابت کر دی ہے۔ اس تحریک سے جمہوریت کا قافلہ چل پڑا ہے اس کو روکنا اب کسی کے بس کی بات پر کڑھ رہا تھا۔

عدالت بھائی بھائی کر رہی تھی۔ نہ کوئی بندہ نہ پرندہ۔ جن کا احتساب ہونا تھا وہ حکومت میں بیٹھے ہیں۔ نیب کا بجوت اب بھی انہیں ڈرانے کیلئے موجود ہے۔ عدالت تو اب صرف بجوت بنگلہ لگتی ہے۔ میری حاضری ڈال کر 16 اپریل کو پھر آنے کا حکم صادر ہوا اور میں صحافیوں کے پاس جا بیٹھا اور

ٹریک کے قوانین کے پرچے اُڑائے جا رہے تھے۔ مجھے ڈی ایس بی نے کہا سراسر! اتار پروٹوکول وزیراعظم کو بھی نہیں ملتا۔ میں نے اُسے کہا اگر میرے بس میں ہوتا تو میں آپ کو ٹریک قوانین کی خلاف ورزی نہ کرنے دیتا کیونکہ میں نے زندگی بھر ملک کے قوانین کی بالادستی کیلئے جنگ لڑی ہے۔ جس وقت آپ قوانین کو روند رہے تھے میں دل میں اس بات پر کڑھ رہا تھا۔

عدالت بھائی بھائی کر رہی تھی۔ نہ کوئی بندہ نہ پرندہ۔ جن کا احتساب ہونا تھا وہ حکومت میں بیٹھے ہیں۔ نیب کا بجوت اب بھی انہیں ڈرانے کیلئے موجود ہے۔ عدالت تو اب صرف بجوت بنگلہ لگتی ہے۔ میری حاضری ڈال کر 16 اپریل کو پھر آنے کا حکم صادر ہوا اور میں صحافیوں کے پاس جا بیٹھا اور

چودھری شجاعت حسین نے کہا کہ فوج کے خلاف باتیں کرنے والوں پر لاشیاں چلانے کے بجائے اُن پر گولی چلائی جاوے۔

کے باوجود میں اس نتیجے پر پہنچا کہ بھٹو ایک غیر معمولی شخصیت کے حامل تھے اور اُن کی شخصیت کا سحر اٹھائیس سال گزرنے کے باوجود بھی ابھی تک نہیں ٹوٹا۔

15 اپریل بروز جمعرات

لال مسجد اسلام آباد کے امام مولانا عبدالعزیز نے شرعی عدالت کے قیام کا اعلان کرنے کیلئے کل جمعہ کا دن مقرر کیا ہے۔ سیاسی حلقے اس معاملے کو حکومتی ایجنسیوں کا شائبہ قرار دے رہے ہیں۔ لوگوں کا خیال ہے کہ چیف جسٹس کے معاملے کو پس پشت ڈالنے کیلئے یہ معاملہ اٹھایا گیا ہے۔ کچھ حلقے یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ پرویز مشرف مغربی ملکوں خصوصاً امریکہ کو یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ اگر انہیں کمزور کیا گیا تو اسلام آباد پر طالبان کا قبضہ ہو جائے گا۔ جامعہ حصصہ کی طالبات کے انکیشن کو ملک بھر کے علماء نے غیر شرعی عمل قرار دیا ہے۔

یادش چودھری شجاعت حسین امریکہ سے علاج کے بعد واپس پاکستان پہنچ گئے ہیں اور انہوں نے آتے ہی اپنے بیان میں کہا ہے کہ فوج کے خلاف باتیں کرنے والوں پر لاشیاں چلانے کے بجائے اُن پر گولی چلائی جاوے۔ اس بیان سے قومی حلقوں میں تشویش کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ قوم پہلے ہی بھڑانوں کی آماجگاہ بنی ہوئی ہے۔ اس قسم کے غیر ذمہ دارانہ رویے سے اختلافات کی فتنہ بڑھ سکتی ہے مگر ہمارے سیاستدان اپنے آقاؤں کی خوشنودی کیلئے اچھی حرکات کا مظاہرہ کرنے پر تھے ہوئے ہیں۔

رات گئے یہ خبر دھا کہ خبر غایت ہوئی کہ محترمہ بینظیر بھٹو کے خلاف نیب کا پیش سیل بند کر دیا گیا ہے اور اُس کے انچارج وسم افضل کو محترمہ کے اعتراض کرنے پر وہاں سے تبدیل کر دیا گیا ہے۔ اس خبر نے بینظیر پارٹی اور حکومت کے درمیان پھیلنے والی افواہوں پر لگا دیے ہیں۔ وسم افضل پہلے پنجاب کے ہوم سیکرٹری تھے انہیں جینوا میں پیش ہونے کیلئے یہاں سے فارغ کر دیا گیا تھا۔ انہیں محترمہ کے خلاف مٹی لائڈرنگ کے کئی مقدمات کرنے پر قومی میڈل بھی عطا کیا گیا ہے۔ ☆ ☆ ☆



جاوید رانی

یاسر نے مجھے گجرات ڈسٹرکٹ جیل سے میرے موبائل پر کال کر کے اپنی ملاقات کی استدعا کی تھی اور کہا تھا کہ ہوسکتا ہے کہ میری سچائی کسی کے کام آسکے۔ میں نے ملاقات کی حامی بھرتے اپنے خبریں میگزین ایڈیٹر ندیم اوپل صاحب سے درخواست کی کہ میری یاسر سے ملاقات کا بندوبست کروایا جائے۔ ان کی مہربانی سے چیف صاحب نے یہ انتظام فرمادیا اور یوں میں گجرات ڈسٹرکٹ جیل میں بند یاسر علی سے ملاقات کے لیے روانہ ہو گیا۔

یاسر سے ملاقات کے لیے نام لکھوانے کے بعد ملاقاتی حصہ میں آکر اس کا انتظار کرنے لگا۔ میرے آس پاس بہت سے ملاقاتی مرد و خواتین بچے اپنے اپنے قیدیوں سے اونچی اور جیسی آواز میں حال احوال کر رہے تھے۔ نمبر دار باغ علی نے یاسر کو میرے قریب لاتے بتایا کہ یہ یاسر علی ہے۔ میں نے نمبر دار کا شکریہ ادا کیا اور یاسر علی سے خیر خیریت دریافت کی اور اس کی ملنے والی کال کا ذکر کیا۔

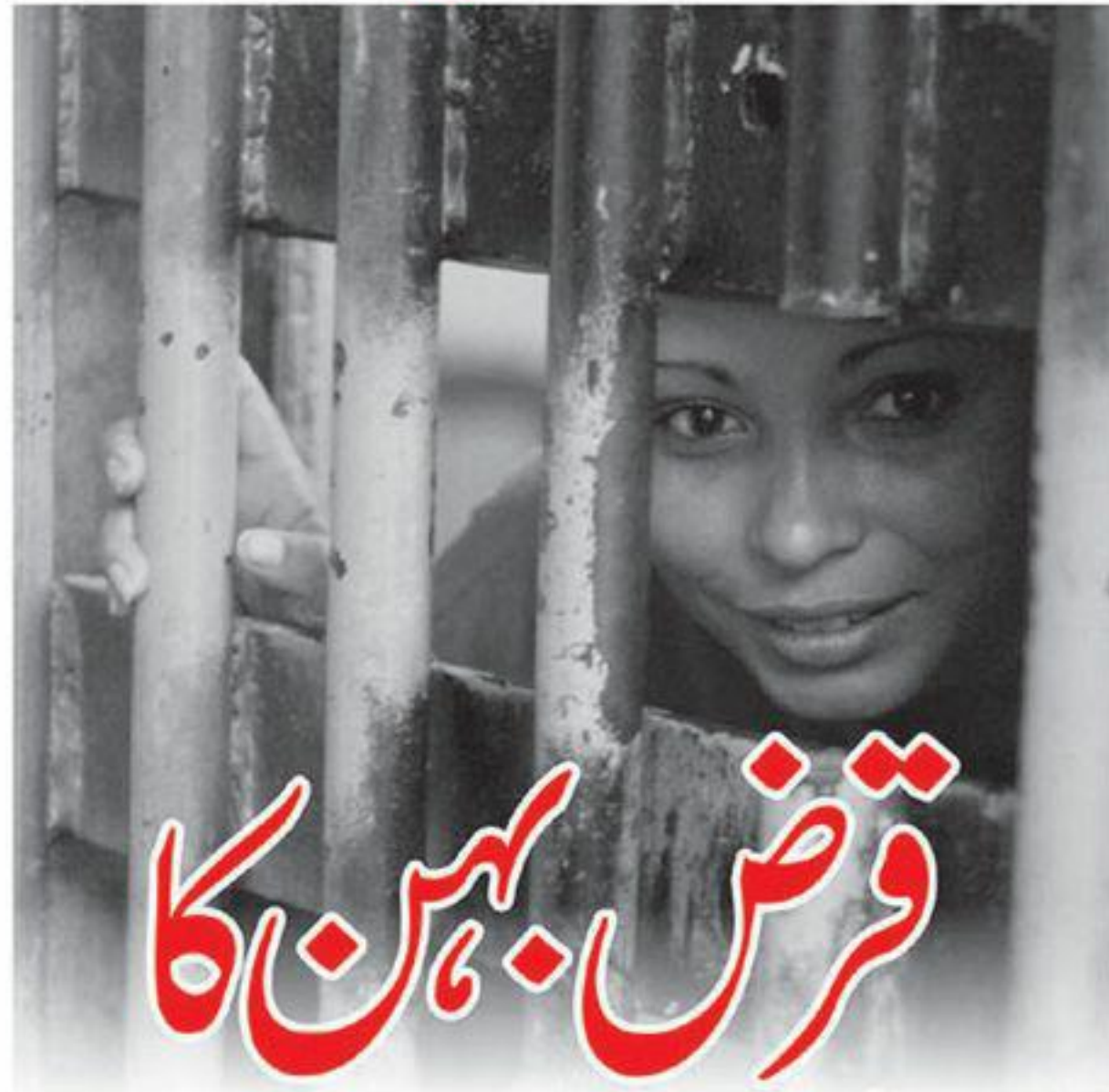
”جی شکریہ۔۔۔“ اس نے بڑی متانت سے میرا شکریہ ادا کیا۔

”ہاں تو آپ کچھ کہنا چاہتے تھے؟“

”جی ہاں۔ میرا نام یاسر علی ہے اور میرا تعلق لکھنؤ والے ہے۔ گریجویٹیشن کے بعد اور تو کہیں نوکری نہیں ملی تو ایک پولٹری فارم میں بطور ریکارڈ سپر ویزری کر لی۔ تنخواہ اتنی تھی کہ گھر والوں پر بوجھ بننے کی بجائے اپنے والد اور بھائیوں کا تھوڑا بہت سہارا بن گیا تھا۔ دو بہنیں جو اپنے اپنے گھروں میں آباد تھیں۔ بڑی بہن میرا تو اپنے سسرال میں ٹھیک تھی مگر چھوٹی بہن حمیرا جس خاندان میں پیدا ہوئی وہ تین بھائیوں کے درمیان والے بھائی کی بیوی تھی۔ بڑے بھائی کی بیوی سیکینہ نے دو چار ماہ تو ٹھیک نکالے مگر بعد میں اس نے میرا پرانے نوک شروع کر دی۔ دراصل سیکینہ ناجائز تعلقات ایک رکشہ چلانے والے عمر نامی اپنے کزن سے تھے جو اکثر سیکینہ سے چوری چھپے ملنے آتا تھا۔ ایک دو بار حمیرا نے ان کو ایسے حالات میں دیکھا تو سیکینہ اس پر چڑھ دوڑی اور اپنا زعب حمیرا پر جمالیا تاکہ وہ اس کا تذکرہ کسی سے نہ کرے۔ سیکینہ رات کو دروازہ کھول دیتی اور عمر چپکے سے بیٹھک میں آجاتا اور دونوں راز و نیاز میں گم ہو جاتے۔

حمیرا جب ہمیں ملنے آتی تو یہی رونا روٹی مگر ہم لوگ اسے سمجھا دیتے کہ تمہیں کیا، دفع ہونے دو اس کو تم اپنا منہ بند رکھو۔ خاص کر میرے سمجھانے پر اس نے میری بات پہلے باندھ لی اور خاموشی اختیار کر لی۔ چونکہ سیکینہ لوگوں کا پورشن سب سے پیچھے تھا اور حمیرا کا درمیان والا۔ سب سے چھوٹا اور پورانی منزل پر تھا جس کے ساتھ اس کا والد اور والدہ تھے۔

ایک روز حمیرا پریشانی کے عالم میں گھر آئی اور آتے ہی رونے لگی۔ ہم سب سمجھا گئے، جب اس کے دل کا ڈھک آنکھوں کے راستے ابل کر بہہ کر گیا تو اس نے بتانا شروع کیا کہ سیکینہ نے اپنی سونے کی چین پیٹ نہیں کب میری الماری میں پڑے کپڑوں میں چھپا دی اور گھر میں چین چوری ہونے کا وادہ دیا تھا۔ وہ اٹنا بھڑکے ہوئے تھا کہ میری چین چرائی ہی تم نے ہے۔ میں اس حملہ سے گھبرا گئی، میری صفائی کے باوجود اس نے اپنے خاوند سے کہا کہ میں نے اس کے کمرے کی تلاشی لی ہے۔ مجھے کیا پرواہ تھی میں ایک طرف ہٹ گئی۔ وہ سارے لوگ میرے پورشن میں آکر آٹ پلٹ کرنے لگے۔ میں اور



قرض بہن کا

کچھ قرض ایسے بھی ہوتے ہیں جو جان دے کر چکائے جاتے ہیں

میرا میاں پریشانی کے عالم میں ایک طرف کھڑے سب کچھ دیکھ رہے تھے کہ اچانک میری ساس نے الماری میں پڑی کپڑوں کے درمیان میں سے سیکینہ کی طلائی چین نکال کر سب کے سامنے لہرائی۔ میں اپنی آنکھوں کے سامنے الماری سے نکلی چین دیکھ کر سنانے میں آ گئی۔ مارے شرم کے میں زمین میں دھنسی جا رہی تھی۔ میرے میاں نے میرے بال پکڑ کر کئی تھپڑ جڑ دیئے۔ میں اُسے یقین دلاری تھی کہ مجھے نہیں پتہ کہ یہ چین میری الماری میں کیسے آئی مگر وہ میری بات ماننے کیلئے تیار نہیں تھا اور مجھے گھر سے نکال دیا کہ تمہارے لیے میرے گھر میں کوئی جگہ نہیں۔ تم جاؤ اپنے ماں باپ کے گھر۔ بتا کر وہ دوبارہ رونے لگی۔ میں سب کچھ سمجھ گیا تھا کہ یہ حرکت اس نے کیوں کی تھی۔ صرف اپنی بے غیرتی کا کھیل کھل کر چانے کیلئے کیونکہ اسے حمیرا کی طرف سے ہر وقت دھڑکا لگا رہتا تھا۔

حمیرا ہو گئی اور نہ اس کا ڈر رہے گا۔ جب چاہے اپنے عاشق کو بلالیا موقع مل دیکھ کر۔

ہم لوگ ان کے گھر گئے اور حمیرا کی بے گناہی کے سلسلہ میں بات کی مگر ان کی ایک ہی فکر اٹھی کہ اس چورنی کی اس گھر میں کوئی جگہ نہیں۔ بار بار اپنی بہن کے ساتھ چور کا لفظ سن کر میرا دل خون کے آنسو رو رہا تھا۔ جب برداشت جواب دے گئی تو ہم حمیرا کو لے کر واپس گھر آ گئے۔ دو ماہ بیت گئے مگر ان کی طرف سے حمیرا کو لے کر جانے کا کوئی پیغام نہ آیا۔

اس دوران ایک دو بار میں نے حمیرا کے میاں کو فون کر کے سمجھانے کی کوشش کی مگر اس نے ہر بار میری بے عزتی کرتے فون سناؤن سنا کر دیا۔ اس صورت حال پر میں تو دل برداشتہ ہوئی تھا۔ والدہ صاحبہ نے حمیرا کے گھر بیٹھ جانے کے غم نے چار پائی پکڑ لی اور یوں ایک ماہ کے اندر اندر وہ بیٹی کے اجڑنے کا غم دل میں قہر میں جاسوئی۔

بہت بڑے صدمہ سے دو چار ہم سب بہت پریشان تھے کہ وکیل کی طرف سے جو شائد نامیوں نے طلاق کے سلسلہ میں کیا تھا، حمیرا کے نام نوٹس آ گیا جس میں اس کے میاں نے چوری کا الزام اور میری پاک دامن بہن پر بدظنی، بدگمانی کا بھی لکھوا دیا۔ یہ سب کچھ پڑھ کر میرا خون میری آنکھوں میں اتر آیا۔ نوٹس پڑھ کر حمیرا اپنے حواس کھو بیٹھی۔ بڑی مشکل سے ہم نے اُسے کنٹرول کیا۔ والد صاحب نے اس نوٹس کو لے کر وکیل کے پاس جانے کی بات کی تو میں نے انہیں منع کر دیا کہ رہنے دیں اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہمیں تو پتہ ہے کہ حمیرا بے

جیل کہانی

میری آنکھیں بھگ گئیں مگر میں نے اپنے آنسو ہاتھ سے صاف کرتے اپنے گھر والوں کو چلنے کا اشارہ کیا اور حمیرا کے سر پر ہاتھ رکھتے ہم ان کے گھر سے باہر نکل آئے۔

میں گھر آ کر تمام رات کروٹیں بدلتا رہا۔ میری آنکھوں کے سامنے حمیرا، سیکینہ کے پاؤں پر ہاتھ رکھے، گود لگا کر معافی مانگتی نظر آتی تو میرا خون کھول جاتا۔ میرے بس میں ہوتا تو میں ان کا خاندان ختم کر ڈالتا مگر اپنی بہن کا گھر برباد کیسے کر سکتا تھا۔ اس واقعہ کو دو ماہ بیت گئے۔ حمیرا چوری چھپے بازار کے بہانے آ کر ہمیں مل جاتی تھی۔ اس کی زبانی جب مجھے سیکینہ کی بے غیرتی کا علم ہوا کہ اب تو وہ بے خوف عمر سے ملتی ہے اور اسے میری کوئی پرواہ نہیں ہے۔ میں نے ڈانٹے ہوئے اس سے پوچھا کہ تم نے پہلے یہ سب کچھ کیوں نہیں بتایا تو اس نے روتے ہوئے جواب دیا کہ میری خاموشی پر اس نے میرے خلاف چوری کا الزام گھڑ لیا اگر کچھ بولتی تو پتہ نہیں کیا ہوتا۔

تو کیا اب بھی وہ اس سے مسلسل ملتا ہے؟ میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ پہلے وہ مجھ سے ذرا کتراتے تھے مگر اب وہ دھڑلے سے اسے لے کر اپنے کمرے میں بند ہو جاتی ہے۔ میں بھی اب کوئی دلچسپی نہیں لیتی اور تو اور تمہارے بھائی جان بھی اس کے ہاتھوں میں کٹ پٹی کی طرح گھومتے ہیں۔ میں سمجھ گیا تھا کہ حمیرا نے مجھے کیا سمجھانے کی کوشش کی تھی۔ میں نے اس کی بات کے بعد اپنی بہن سے کہا کہ جب وہ دونوں کمرے میں بند ہوں تو مجھے فون کر دینا باقی میں کچھ لوں گا۔ ٹھیک ہے بھائی، جب وہ سیکینہ کے میاں کی غیر موجودگی میں آئے گا تو میں آپ کو فون کر دوں گی اور دروازہ بھی کھول دوں گی۔

آخر ایک دن حمیرا کی کال آ گئی کہ وہ دونوں اس وقت کمرے میں موجود ہیں۔ میں نے وقت ضائع کیے بغیر موٹر سائیکل نکالی اور طوفانی رفتار میں حمیرا کے گھر کی طرف بھاگ پڑا۔ تھوڑے فاصلے پر موٹر سائیکل کھڑی کی اور تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی جانب آ گیا۔ دروازہ حمیرا نے کھول دیا تھا۔ ہلکا سا اندر کودھکا لگا یا تو کھل گیا۔ میں سیدھا چلا ہوا سیکینہ کے دروازے پر پہنچ گیا اور بے دھڑک دستک دے



ڈالی کیونکہ اندر سے بند تھا۔

یکدم کمرے کے اندر کھلبلی سی مچ گئی۔ اندر سے گھبراہٹ ہوئی آواز میں سیکینہ نے پوچھا کون ہے؟

میں نے جرات کا مظاہرہ کرتے کہا کہ میں یاسر ہوں۔ دروازہ کھولا اور میں شور مچا دوں گا۔ اس نے چند لمحوں وقف کے بعد اندر سے کنڈی کھول دی مگر اس کی حالت مارے ڈر کے غیر ہو رہی تھی۔ میں نے ادھر ادھر دیکھا مگر وہ مجھے کہیں دکھائی نہ دیا تو میں نے مسہری کا آگے کو جھکا کپڑا اٹھایا تو نیچے گھٹنوں کے بل اس کا رشتہ دار لڑکا ہٹپٹا ہوا تھا۔ مجھے میں نے ٹانگ سے پکڑ کر باہر گھسیٹ لیا۔ اس سے پہلے کہ وہ سنبھلا میں نے اسے تھپڑوں اور گھونٹوں پر کر لیا۔ پہلے تو سیکینہ اسے مار کھاتے دیکھتی رہی پھر یکدم جیسے وہ ہوش میں آ گئی اور اس نے چیخا چلا نا شروع کر دیا۔

اس کی آواز پر سارے گھر کے لوگ جو اندر موجود تھے نکل کر ہمارے درمیان میں آ گئے۔ وہ برابر چیخ چلا رہی تھی کہ یاسر مجھ سے دست دراز کی کر رہا تھا اگر میرا بھائی اوپر سے نہ آ جاتا تو پتہ نہیں یہ میرے ساتھ کیا کرتا۔ میں نے کافی کوشش کی کہ بات یہ نہیں۔ یہ دونوں اندر کمرے میں تھے حمیرا نے مجھے فون پر بتایا تو میں آ گیا۔ جب دروازہ کھلوا تو مجھے یہ اپنا بھائی بتا رہی ہے تو یہ بہن کی مسہری کے نیچے کیوں بچپ گیا۔ وہ چیخ چلا کر بتا رہی تھی کہ میرا بھائی تو بعد میں آیا تھا پہلے تو یہ کب سے مجھے میرے کمرے میں دبوچے بیٹھا تھا۔ اگر یہ وقت پر نہ آ جاتا تو میں کسی کو منہ دکھانے کے قابل بھی نہ رہتی۔

بتاتے مگر مجھ کے آنسو بہا رہی تھی۔ اس کے گھر کے لوگ میری بات کو نظر انداز کرتے اس کی جھوٹی کہانی پر یقین کر کے مجھے بُرا بھلا کہتے ڈانٹ ڈپٹ رہے تھے۔ سیکینہ نے فون کر کے حمیرا کے میاں اور اپنے شوہر کو بھی خبر کر دی تھی۔ میں نے موقع قیمت جانتے حمیرا کو ساتھ لیا اور موٹر سائیکل لے کر وہاں سے اپنے گھر کی طرف چل پڑا۔

جذبات میں بہہ کر جو فیصلہ میں نے کیا تھا وہ الٹ پڑ گیا۔ اگر میں آس پڑوں میں سے کسی کو ساتھ ملا کر یہ سب کچھ کرتا تو بات کچھ اور ہوتی۔ وہ سب کچھ کر کے بھی مظلوم ہو گئی اور میں مجرم کے زمرے میں آ گیا۔ وہ رات میں اسی اڈیٹر بن میں لگا رہا کہ ابھی کچھ نہ کچھ ظہور پذیر ہوگا مگر ان کی طرف سے کوئی بھی اقدام نہ اٹھا۔ ایک ہفتہ گزر گیا اسی انتظار میں۔ ابھی میں کام پر آیا ہی تھا کہ گھر سے فون آ گیا کہ میں فوراً گھر آؤں۔ حمیرا فون پر رو رہی تھی۔ میں نے جلدی سے موٹر سائیکل پکڑی اور گھر کی طرف چل پڑا۔ جب گھر پہنچا تو حمیرا رو رہی کہ کچھ ہوا تھا اس کے ہاتھ میں دیکھتے ہی وہ روتے ہوئے مجھ سے پلٹ گئی اس کے ہاتھ میں خاکی رنگ کا لفافہ تھا جو اس نے میرے ہاتھ میں پکڑا دیا۔

اسے الگ کرتے میں نے اندر سے کاغذ نکال کر پڑھا۔ طلاق نامہ تھا حمیرا تھا۔ میرا اپنا دل ڈوب گیا۔ آخر کار انہوں نے اپنی ذات ثابت کر دی تھی۔ والد صاحب نے بڑے حوصلے سے سب کچھ برداشت کیا اس کے علاوہ اور ہم لوگ کر بھی کیا سکتے تھے۔ سیکینہ کی لگائی ہوئی آگ سے میری بہن کا گھر جل کر راکھ ہو گیا تھا۔

ہمارے سر کے اوپر بیٹھے بھٹائے ذلت کے پہاڑ ٹوٹ پڑے تھے۔ گھر والے میرے اٹھائے ہوئے اقدام کو کوس رہے تھے اور میں مارے شرم کے کسی سے آنکھ ملانے کی سکت نہیں رکھ پارہا تھا۔ میری وجہ سے حمیرا، سیکینہ کے عتاب کا نشانہ بن گئی تھی۔

ادھر سیکینہ کے راستے کا کاٹنا صاف ہو گیا اور وہ کھل کر اپنی من مانیاں کرنے لگی تھی۔ ساتھ کے پڑوس والے حمیرا سے فون پر کبھی کبھار اس کی بے حیائی کا ردنا دیتے تھے کہ جب سے تم اپنے گھر آ گئی ہو تب سے وہ کھلے عام گھر میں آتا جاتا ہے۔ حمیرا مجھ سے بات کرتی تو میں اُسے سمجھا کر دفع کرنے کی تلقین کرتا اور اس کی دلجوئی کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھتا مگر اندر سے اتنا گوتا کہ بیان نہیں کر سکتا تھا۔

میرے اندر انتقام کا جوالا و شعلہ رہا تھا وہ ایک دن آتش فشاں کی طرح بہہ نکلا۔ دن رات بہن کی بے بسی اور بچپ چھپ کر آنسو بہانے کا سارا درد میرے ذہن اور دل کو اپنی منہمی میں سمجھ لیتا اور میں طرح طرح کے پلان بننے لگتا۔

کام پر جاتا تو دل نہ لگتا۔ گھر آتا تو سارے لوگوں کے چہروں پر حمیرا کے اجڑنے کا ڈھکھٹوس کر کے میں اندر اندر ہی ٹوٹ چھوٹ جاتا تھا۔

آخر کار میں نے بہت بھیا بھیا فیصلہ کر لیا اور پولٹری فارم کے گن مین کی ریٹائرڈ ہونے کے بارے میں پلان کرنے لگا۔ وہ شام پانچ بجے ڈیوٹی پر آتا تھا۔ اس کی بارہ بورڈ میٹریاں صاحب کے آفس میں رکھی تھیں جو میں نے وہاں سے اٹھا لی تھی۔ یہ میرے لیے مشکل نہ تھا کیونکہ میں کمپیوٹر پر ریکارڈ منتقل کرنے کے لیے کئی کئی گھنٹے ان کے آفس میں بیٹھا رہتا تھا۔ (جاری ہے)

آپ کی صحت کو ہم بہتر جانتے ہیں ہماری دوائیں وقتی نہیں بلکہ ہمیشہ کیلئے صحت مندر رکھیں گی۔

اکسیئر شوگر کورس

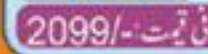


آغارنی قیمت :- 1599

0343-3459999
0334-4894700

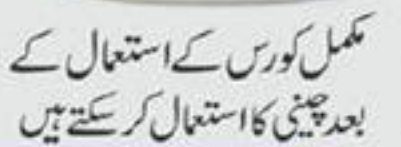
ہر قسم کے عورتوں اور مردوں کے پوشیدہ امراض کے لیے رابطہ کریں۔
عورتوں کے امراض لیکچوریا، تمام جلدی امراض، پیریڈ کا مسئلہ اور جملہ تمام امراض۔

اکسیر شیر آئل



قیمت: 2999/-

ڈائبو فری



Rs.2999/-

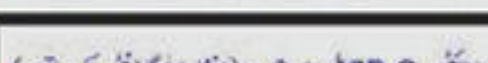
Rs.2199/-

**Tele Max Smart Shop
(Pvt.) Limited**

0300-4454535 0345-4124490 0333-4170318 0315-4894700

سپر
خزائن آئل

یہ واحد آئینہ ہے جو سواٹھویں کی لمبے عرصے کی تحقیق کے بعد وجود میں آیا ہے۔ جس کا کوئی ثانی نہیں دردی کی نگاہوں کو لامر کے چادری اثر دیکھا تھا ہے۔ پہلی ماش چار مانی پر پڑے مریض کو اپنے پاؤں رکھ کر اور جیتی ہے۔ جوڑوں کے درد، گینٹھیا، وجین، درد النساء میں مبتلا مریضوں کے لیے، دردی حجاب دلاے، سوزش کو رفع، بخار، پنڈلیوں میں درد، کمر اور ناگوں کے رانے درد کو دور کر کے خون کی سپانی بڑھاتا ہے، پٹوں کے سہجاء اور اکڑن سمیت ہر قسم کے جوڑوں کے درد کو جوڑے شمع کرتا ہے۔ آئینہ کے ساتھ صدیق کی تحقیق کے بعد ایک ایسا اصول فارمولہ لکرائے ہیں جس کی پہلی خوراک 10 منٹ میں مریض کو چار مانی سے کھڑا کر دی گئی۔



Rs.1999/-

فری ہوم ڈیلی



ایسی طاقت کہ آپ کی سوچ ہو
شوگر والے مریضوں کے لیے بھی یکساں مفید



مختلف ادوار سے لوگ اپنے بناؤ سنگھار کے لیے مختلف طریقے اختیار کرتے آ رہے ہیں۔ مغل دور کی شہنشاہانِ عالم نے اپنے کچھ بصیرت مند وزراء کے زیرِ نگرانی اختیار کیا کہ اگر ان کا تقصیر، ام کا مگر لے

جڑی بوٹیوں اور شایطانی قوتوں کی خدمات حاصل کرنے میں ایک سروے کے مطابق مقبوضہ رازتھانہ کی قلعہ پٹھرہ اس کی خوبصورتی کا راز معلوم کیا گیا کہ وہ درحقیقت جوان اور سد اخویہ صورتی کا کیا راز تھا۔ اس تحقیق کے بعد ہم یہی راز آج کے لئے لے کر آئے ہیں جو ہم دوں اور عورتوں کے لئے یکساں

Rs 1999/-

پیورمین

مایوس مریضوں کے لیے پیام شفاء
پوری دنیا میں تہلکہ مچانے کے بعد
اب آپ کے لیے ہم لے کر آئے ہیں۔
صرف 8 دن کے استعمال سے آپ
کو وہ طاقت ملے جو کبھی آپ کا خواب تھا

روپنکهار

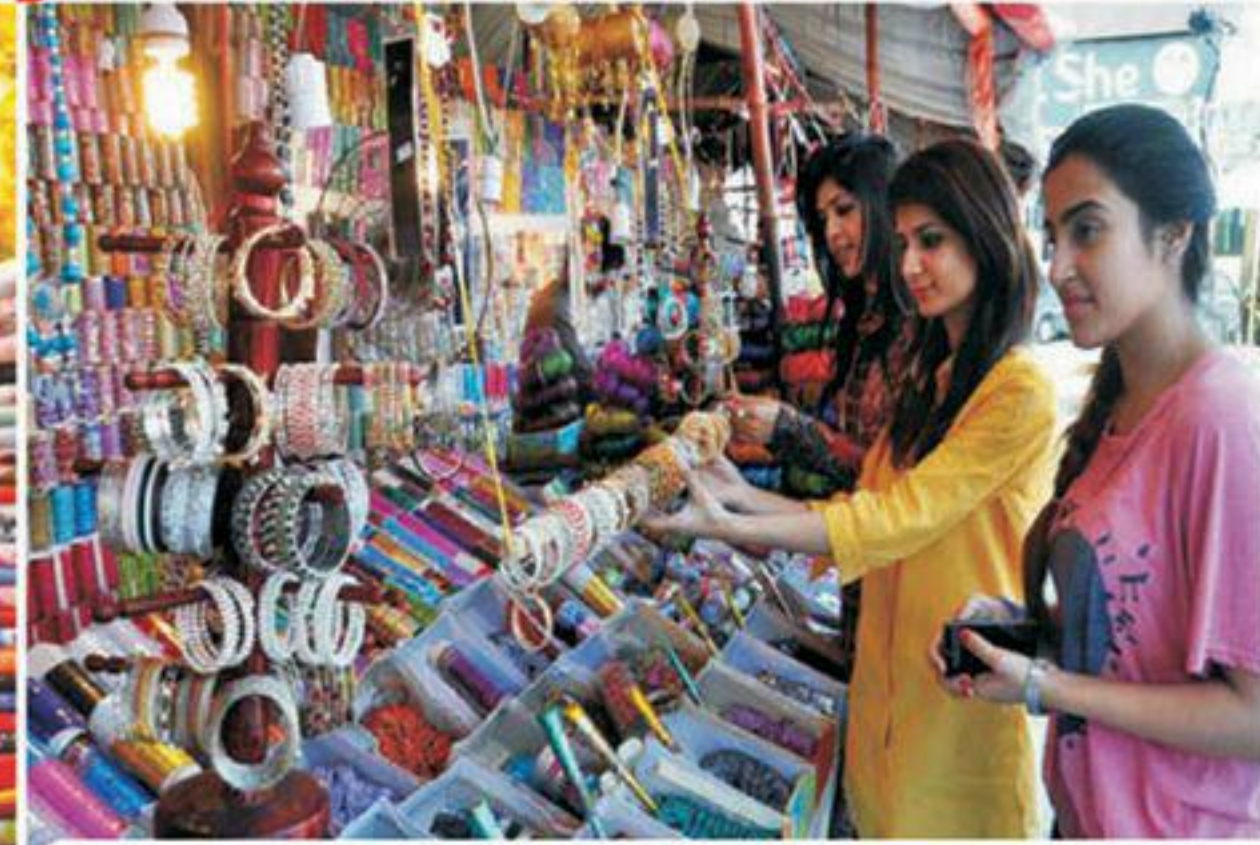


● کیل چھائیاں ، داغ دھبے
● مہاسے ، رف جلد
● چہرے پر ہر قسم کے داغ
● الرجی کسی بھی وجہ سے

مختلف ادوار سے لوگ اپنے بناؤ سنگسار کے لیے مختلف طریقے اپناتے ہیں۔ لیکن اگر آپ کو خوبصورت ترین بنانے کے لیے ہر طریقہ جزییوں اور شاہی طبعیوں کی خدمات حاصل کرتی تھیں ایک قلمو پٹھر سے اس کی خوبصورتی کا راز معلوم کیا گیا کہ وہ دیر تک اس تحقیق کے بعد ہم وہی راز آپ کے لیے لے کر آئے ہیں جو مفید ہے۔ کریم کے ساتھ جو ناک ہم آپ کو دے رہے ہیں اس کا جو ہمیشہ قائم رہے گی۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com



محمد قاسم

عید کی آمد مدہ ہے' مومنوں اور اللہ کے پیاروں کو جہاں ماہ
صیام کے جانے کا غم ہے وہاں ساتھ ساتھ عید کی خوشیوں کے
تصور سے بھی نہال ہیں۔ دراصل عید ان روزہ داروں کیلئے
بہت بڑا انعام ہے جو اللہ پاک کی خوشنودی کیلئے روزہ رکھتے
ہیں۔ ہمارے ہاں عام روایت یہی ہے کہ رمضان کے
دوسرے عشرے سے ہی عید کی تیاریاں شروع ہو جاتی ہیں جو
تیسرے عشرے میں اپنے عروج کو پہنچ
جاتی ہیں۔ ہم لوگ مہنگائی کا رونا تو بہت
روتے ہیں مگر بازاروں' مارکیٹوں اور
شاہجگ مال میں لوگوں کا رش اور
خریداری کا جوش دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے
کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر بہت کرم
ہے مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ جہاں ہمیں
ہزاروں لاکھوں لوگ عید کی خوشیاں
مناتے دکھائی دیتے ہیں وہاں کروڑوں
افراد ایسے بھی ہیں جو غربت' افلاس اور
شکستگی کے باعث عید کی خوشیوں میں
شامل نہیں ہو پاتے لہذا عید کا اصل مفہوم
اپنے حقوق بھائیوں میں اپنے حصوں کی خوشیاں بانٹنا ہے۔
رمضان کے پہلے عشرے میں کھانے پینے کی چیزوں کو مہنگا
کر دیا جاتا ہے جبکہ دوسرے اور تیسرے عشرے میں کپڑے
جوڑے اور بناؤ سنگھار کا سامان مہنگا کر دیا جاتا ہے جسے
صاحب استعداد تو برداشت کر لیتے ہیں مگر جن کی مالی استعداد
نہیں ہے وہ ان خوشیوں سے محروم رہتے ہیں۔ اب آئیے ذرا
عید برسات ہو جائے۔

عید الفطر ہر سال رمضان مقدس کے روزے رکھنے کے بعد یکم شوال کو مناتا ہے ہیں جبکہ دوسری عید عید الفصحی ہے جسے عید قربان بڑی عید کا نام بھی دیا جاتا ہے یہ عید اسلامی مہینے کی دسویں تاریخ کو سنت ابراہیمی کی یاد میں پوری اسلامی دنیا میں منائی جاتی ہے۔ صاحب استطاعت مسلمان اسلامی اصولوں کے عین مطابق قربانی کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں۔ خیر جہاں تک عید الفطر کی بات ہے تو یہ عید صرف ایک ہی دن پر مشتمل ہوتی ہے لیکن اگلے دو روز بھی اسی سلسلہ میں منائے جاتے ہیں جنہیں عید ثرو اور مرو کا نام دیا جاتا ہے۔ اب پوری دنیا کے مسلمان اس مذہبی تہوار کو قدرتیاً ایک ہی طرح سے مناتے ہیں مثال کے طور پر عید کی نماز پڑھنا، ایک دوسرے کو مبارک باد دینا اور پھر اپنے ملکی اور علاقائی رسم و رواج کے مطابق خوشیاں وغیرہ منانا۔ جہاں تک وطن عزیز کی بات ہے تو ہمارے یہاں بھی عید الفطر نہایت ہی جوش و جذبے سے منائی جاتی ہے۔ عید سے چند دن قبل تمام لوگ اپنی اپنی بساط کے مطابق

جس
تا کہ وہ بھی
عید کی رعنائیوں میں
برابر کے شریک ہو سکیں۔ پھر
تمام لوگ کوئی میٹھی چیز (عواماً سواں
وغیرہ) کھا کر، نہا دھو کر، نئے یا دھلے ہوئے
صاف اجلے کپڑے پہن کر عید کی نماز ادا کرنے کے لیے
گھروں سے نکلتے ہیں۔ عید کی نماز مساجد میں بھی ادا کی جاتی
ہے لیکن عموماً محلے میدانوں میں اس کا اہتمام کیا جاتا ہے۔
عید کی نماز ادا کرنے کے بعد فضا عید مبارک عید مبارک
کے الفاظ سے گونج اٹھتی ہے اور تمام اطراف سے ہمارے
کانوں کی سامعوں سے یہی الفاظ بار بار گھمرا رہے ہوتے ہیں
اس دن مسلمان بھائی تمام فرقوں اور کدو توں ختم کر کے
خوشی خوشی
دوسرے سے گلے
ملتے ہیں اور بھائی
کے باجے بچ سنے

عید بازار سج گئے..... غریبوں کے باجے بج گئے

اپنے حصے کی خوشیاں دوسروں میں بانٹو گے تو عید ہوگی

عید کا چاند نظر آتے ہی خوشیوں کے شادیاں بجنے لگتے ہیں

خریداری کر لیتے ہیں اور دور دراز کے لوگ گھروں کو واپس لوٹ آتے ہیں۔ عید کا چاند نظر آتے ہی ہر طرف خوشیوں کے شادیانے بجا شروع ہو جاتے ہیں، چاند رات کو شہروں میں رات گئے تک خوب ہلکے دھمکے دیتے رہتا ہے۔ لوگ شاپنگ وغیرہ کیلئے بازاروں کا رخ کرتے ہیں جب کہ عورتیں اور لڑکیاں چوڑیوں کی خریداری کے ساتھ ساتھ ہاتھوں پر مہندی کے خوبصورت نقش و نگار بھی بنواتی ہیں۔ اس کے بعد صاحب استطاعت مسلمان صبح دوسرے اٹھتے ہی اسلامی اصولوں کے عین مطابق اپنے غریب مسلمان بھائیوں کو فطرانہ کی رقم دیتے

خریداری کر لیتے ہیں اور دور دراز کے لوگ گھروں کو واپس لوٹ آتے ہیں۔ عید کا چاند نظر آتے ہی ہر طرف خوشیوں کے شادیانے بجا شروع ہو جاتے ہیں، چاند رات کو شہروں میں رات گئے تک خوب ہلکھلکے دیکھنے کو ملتا ہے۔ لوگ شاپنگ وغیرہ کیلئے بازاروں کا رخ کرتے ہیں جب کہ عورتیں اور لڑکیاں چوڑیوں کی خریداری کے ساتھ ساتھ ہاتھوں پر مہندی کے خوبصورت نقش و نگار بھی بنواتی ہیں۔ اس کے بعد صاحب استطاعت مسلمان صبح و سویرے اٹھتے ہی اسلامی اصولوں کے عین مطابق اپنے غریب مسلمان بھائیوں کو فطرانہ کی رقم دیتے

کمزور
ترین ذریعہ ہیں
لیکن کم از کم یہ بھرم تو قائم
رہنا چاہئے۔ بر حال عید کے دن کے
معمولات مختلف عمر کے لوگوں کے الگ الگ
ہوتے ہیں بچے عیدی کی رقم بڑے شوق سے اکٹھی
کرتے ہیں جو تقریباً شام تک ختم ہو جاتی ہے، بڑی عمر کے
افراد پس میں اور خاندان کے دوسرے لوگوں سے کپ شپ کر
کے محفوظ ہوتے ہیں
بڑے گیمز وغیرہ
کھینے اور سیر و ساحت
کی غرض سے پارکس
اور پبلک مقامات پر
سارا دن گزارتے ہیں جبکہ عورتیں عموماً گھر میں ہی کوکنگ
وغیرہ کر کے دن گزارتی ہیں۔

اسی طرح دن گزر جاتا ہے اور جو نئی شام کے سائے لگے
موتے ہیں دیہاتوں میں تو سب کچھ روٹین پر آ جاتا ہے لوگ
تھک ہار کر اپنے کام ختم کر کے سو جاتے ہیں اور یوں ان کیلئے
عید تقریباً اختتام پذیر ہو جاتی ہے البتہ شہروں میں رات کو
تفریحی مقامات سینماؤں اور تھیٹر وغیرہ میں کافی رش ہوتا ہے
اور خوب جشن منایا جاتا ہے اسی طرح عید کے دوسرے اور
تیسرے دن ضلعیہ وغیرہ بھی تفریح کیلئے باہر نکلتی ہیں، لوگ
قریبی عزیزوں کے گھر بھی عید ملنے جاتے ہیں۔ دوست
احباب کے درمیان عید ملنے پاریاں ہوتی ہیں اور یوں یہ رنگ
کھینچ رہا تو خوبصورت اور شاندار اسلامی تہوار اختتام پذیر ہو جاتا

خوشی کے اس موقع پر اب ہم سب پر کچھ ذمہ دار عائد ہوتی ہیں جن کا پورا سب سے پہلے تو اپنے

ضرورت مند ایسا تو نہیں
اور کھانے پینے کے لیے
گئی۔ اس کے علاوہ ان میں
دھاکائی دیتے ہیں جس کا
عید کے بعد ذرائع ابلار
س و ن ویگنڈ، تیر رفتار
منہ چلے جاتے ہیں اور کچھ
منانے کا کہ خود بھی اور
چائیں امید ہے کہ فوج
رخصت گے کہ اخلاقیات
بحر پور طریقے سے منانے



جی“ کہنا شروع کر دیا۔ قدوسی صاحب، نور الحسن، افتخارانی اور نوید سب انہیں ماں جی ہی پکارتے تھے۔

میں جب بھی انہیں ملتا، تو مجھے تاکید کرتیں کہ ”لکھا کرو اور زیادہ لکھا کرو۔“ ایک دن انہوں نے مجھے ایک پتسل دی اور پولیس، ”طارق! یہ خان صاحب کی پتسل ہے۔ یہ میں تمہیں دے رہی ہوں۔ لکھنا مت چھوڑنا۔“ یہ پتسل اب بھی میرے پاس محفوظ ہے۔ مجھ سے زیادہ انہیں میری بانو قدسیہ ایک عہد ایک دبستان

کتابوں کی فکر ہوتی تھی۔ مجھے یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ انہوں نے میری چار کتابوں کیلئے لکھا۔ ایک مرتبہ مجھ سے گھر میں ان کا لکھا دیا چاہے کہیں کم ہو گیا۔ میں خاصا شرمندہ تھا۔ پھر ڈرتے ڈرتے شرمندگی سے ماں جی سے اس کا ذکر کیا تو

وہ فروری کی ایک اداس دھندلی شام تھی۔ مدھم سا زرد سورج بھی دور افق میں ڈوب گیا تھا۔ میرے آگن کے تجا شجر پر ایک تنہا چھٹی اداس بیٹھا نہ جانے کیا سوچ رہا تھا۔ یہ ایک نیلے رنگ کی معصوم سی چڑیا تھی۔ رنگوں کا بھی عجیب معاملہ ہے۔ جب آسمان کا رنگ بدل رہا ہے تو سارے رنگ بدل جاتے ہیں۔ میرے اندر یادوں کی زمین سے دھول آڑ رہی تھی اور کوئی بوڑھے برگد سے ٹپک لگائے گہری سوچوں میں غرق تھا۔ پرانے گیت اور بھولی بری یادیں اور ایک بے نام الجھن سے ٹپک لگے گہری سوچوں میں غرق تھا۔ پرانے گیت اور بھولی بری یادیں اور ایک بے نام الجھن رگ و پے میں سرایت کرتی ہوئی محسوس ہوئی۔ پھر مجھے اشفاق احمد یاد آئے۔ بانو آپانے ایک دن مجھے پوچھا کہ ”میں ”راہ رواں“ لکھ رہی ہوں۔ کیا تم نے بھی خان صاحب کے بارے میں لکھا؟“ میں نے جواب دیا، ”نہیں ماں جی۔ میں زندہ لوگوں پر نہیں لکھتا۔“ جب بڑے عرصے بعد آپاجی مسکرائی تھیں۔ میں انہیں کیا بتاتا کہ کچھ لوگ پھولوں کی طرح ہوتے ہیں۔ خوشبو کی طرح ہماری سانسوں میں جھپکتے ہیں۔ باد صبا کی طرح ہمارے ارد گرد رہتے ہیں اور ستاروں کی طرح ہمیں راستہ دکھاتے ہیں۔ ان سے ہمارا تعلق شہنشاہ کی طرح ہوتا ہے اور وہ سرگوشیوں کی طرح زندگی گزار کر آنسوؤں کی طرح ہم سے جدا ہو جاتے ہیں۔ ان کے چلے جانے کے بعد زمانہ ساکلی کی طرح جبر کے موڑ پر بدلتا ہوتا لگتا ہے، لیکن وہ لوٹ کر نہیں آتے۔ وہ بھی فروری کی ایک ایسی ہی شام تھی کہ جب میں اپنی پہلی کتاب کا مسودہ لے کر ”داستان سرائے“ جا پہنچا تھا۔ پھر وہ درکھلا کہ جو پھر میرے لیے ہمیشہ ہی کھلا رہا۔ صدیوں کی ماتا لیے بانو آپا میرے سامنے کھڑی تھیں۔ ”جی بیٹا کیسے آتا ہوا؟“ مادر ادب نے انتہائی شفقت اور پیار سے پوچھا۔ ”جی، آپاجی! میرا نام طارق بلوچ صحرائی ہے۔ یہ میں نے افسانوں کی کتاب لکھی ہے۔ آپ سے اس کا فلیپ لکھنے کی درخواست ہے، اگر آپ کو زحمت نہ ہو تو“ میں نے جواب دیا۔ ”نہیں بیٹا! تکلیف کیسی، مگر میری درخواست ہے ہم دونوں (آپاجی اور اشفاق احمد) کی آنکھیں ٹھیک نہیں ہیں۔ تھوڑا سا وقت زیادہ لگ جائے گا۔“ آپاجی نے نہایت محبت سے کہا اور پھر انہوں نے اس دعا کے ساتھ فلیپ لکھا کہ ”میری دعا ہے کہ تمہارا مستقبل روشن ہو۔“

میں ”اسپتال“ جانے کی تیاری کر رہا تھا کہ جہاں ماں جی بانو قدسیہ زیر علاج تھیں۔ نہ جانے کیوں اس لمحے میرا دل بہت اداس اور پوچھل تھا کہ اس لمحے فون کی کھنٹی بجی۔ میرے دوست، قاسم علی شاہ کا فون تھا۔ اس کی آواز رندھی ہوئی تھی۔ ”کیا ہوا شاہ جی؟“ میں نے حیرانی اور اضطراب سے پوچھا۔ جواب آیا کہ ”ادب یتیم ہو گیا ہے۔ بانو آپا اب اس دنیا میں نہیں رہیں۔“ اور پھر اس کے بعد مجھے یادیں کے قاسم نے مجھ سے کہا کہ انہوں نے قاسم سے۔ صرف اتنا یاد ہے کہ میرے سر سے چھت گر چکی تھی۔ آسمان رو رہا تھا اور اس کا رنگ بھی میرے آگن کے تجا شجر پر بیٹھی نیلی چڑیا کی طرح زرد ہو چکا تھا اور لفظ محبت کے معانی کی شام ہو چکی تھی۔

مجھے یہ اعزاز حاصل ہے کہ اٹھارہ برس تک میری ”ماں جی“ سے نیاز مندی رہی۔ میں نے ان سے زندگی گزارنے کا طریقہ، سلیقہ اور قرینہ سیکھا۔ وہ اس مقام پر تھیں کہ جہاں میرا ادراک بھی نہیں پہنچ سکتا۔ میں جب بھی ان سے ملتا، تو وہ مجھے کہیں کہ ”طارق! میرے لیے حسن خاتمی دعا کرو۔“ پہلے میں انہیں آپاجی کہتا تھا۔ ایک دن انہوں نے میری شریک حیات کیلئے ایک قیمتی سوٹ بھجوایا۔ چند روز بعد جب میں داستان سرائے گیا، تو آپاجی کا شکر یہ ادا کیا۔ اس پر انہوں نے مجھے پیار سے ڈانٹتے ہوئے کہا کہ ”کبھی ایسا مت کہنا۔ تم میرے بیٹے ہو۔ رشید اور انیس نے تو کبھی میرا شکر یہ ادا نہیں کیا۔“ اور پھر اس دن سے میں نے انہیں ”ماں

سرائے پہنچ گیا۔ اس دن ماں جی بہت خوش تھیں اور انہوں نے بہت سی باتیں کیں۔ کہنے لگیں کہ ”جب ہم بہت سی سبزیوں ایک ہنڈیا میں پکاتے تھے تو ہم نے اس سان کا نام ”قوی ترانہ رکھا ہوا تھا۔“ پھر انہوں نے بتایا کہ ”جب میں پیدا ہوئی، تو نرس نے میرا نام شمر گل رکھا۔ اسکول جانے سے قبل میرا وہی نام رہا اور جب اسکول جانے لگی تو وہاں مجھے قدسیہ بانو کے نام سے

پکارا جانے لگا۔ جب کالج کا دور شروع ہوا تو کالج والوں نے قدسیہ بانو کی بجائے مجھے بانو قدسیہ کے نام سے پکارنا شروع کر دیا، پھر میں نے اسی نام سے لکھا اور شہرت پائی۔“ ایک روز میں نے پوچھا کہ ”ماں جی! آپ کو رپہ گدھ لکھنے کا خیال کیسے آیا؟“ پولیس، ”یہ میرے لیے اللہ کا انعام تھا۔ رپہ گدھ میں نے اذن کے طور پر لکھا۔ یہ مجھے دو بیت ہوا تھا۔ اس کے پس منظر میں ایک ایسا واقعہ ہے، جسے میں اپنے لیے اعزاز سمجھتی ہوں۔ ہمارے گھر میں ڈرائنگ روم کے سامنے ایک سندری کا درخت تھا۔ ہمارے ہاں امریکا سے آیا ہوا ایک مہمان ٹھہرا ہوا تھا۔ وہ غیر مسلم تھا اور اس کا

BOBHAYS تھا۔ وہ ہر صبح مجھ سے سوال کرتا کہ ”اسلام دوسرے مذاہب سے کیسے مختلف ہے؟“ ایک روز صبح سویرے اس نے مجھ سے یہی سوال پوچھا، تو میں نے جواب دیا کہ اسلام میں ایک اللہ کی عبادت کی جاتی ہے۔ ہم ایک اللہ کو مانتے ہیں اور ہمارے اور دیگر مذاہب میں یہی فرق ہے۔ حضرت موسیٰ کی تعلیمات بھی یہی تھیں کہ اللہ ایک ہے تو آپ کا مذہب پھر کیسے دوسرے مذاہب سے مختلف ہو گیا۔ اس کی یہ دلیل سن کر میں لا جواب ہو گئی۔ میں نے دعا کی کہ اے اللہ اس معاملے میں تو میری مدد فرما۔ پھر اچانک مجھے سندری کے درخت میں بتیاں جلتی ہوئی دکھائی دیں اور انکی روشنی میں آواز گونجتی، ”رزق حرام“ اور پھر میں نے اس سے کہا کہ ہمارا مذہب ہمیں حلال اور حرام کا فرق سکھاتا ہے۔ ہمارا مذہب ہمیں سکھاتا ہے کہ رزق حرام مت کھاؤ اور اسی لیے ہمارا مذہب دوسرے مذاہب سے مختلف ہے، پھر سندری کے درخت سے جیسے بائسری سی آواز سنائی دی۔

مذہب اسلام اور دوسرے مذاہب کے درمیان اس بنیادی فرق کو سن کر وہ غیر مسلم ایمان لے آیا۔ پھر میں نے اپنے کمرے میں گئی۔ کاغذ، قلم، اٹھایا اور یہ ناول تقریباً 6 ماہ میں

مکسڈ سبزیوں کی ڈش کا نام قومی ترانہ رکھ دیا گیا

باتیں بانو آپا کی

بانو قدسیہ ایک عہد ایک دبستان سے اقتباسات



حاصل ہے کہ گرچہ وہ کچھ عرصے سے علالت کی وجہ سے لکھنا ترک کر چکی تھیں، مگر ان کی زندگی کی آخری تحریر میری کتاب ہی کا دیباچہ ہے۔ ایک روز قدرت اللہ شہاب کی اہلیہ کی بھانجی داستان سرائے آئی ہوئی تھیں اور اسی روز میں بھی اتفاقاً داستان

پولیس، ”اس میں شرمندہ ہونے والی کیا بات ہے۔ تم سات مرتبہ بھی کہو تو میں ساتھ مرتبہ لکھ دوں گی۔“ پھر انہوں نے مجھے دوبارہ لکھ دیا۔ میری خوش قسمتی کہ پہلے والا دیباچہ بھی مجھے مل گیا اور پھر میں نے اپنی کتاب میں دونوں ہی چاپ دیے۔ یہ کتاب بھی ماں جی کے نام تھی۔ جس کے انتساب میں میں نے لکھا ”مادر ادب، بانو آپا کے نام، جن کی دعائیں اور ہنمائی میرے لیے ہمیشہ شغل راہ رہی۔“

ماں جی ہر لکھنے والے کی بہت زیادہ حوصلہ افزائی کرتی تھیں، نئے لکھنے والوں سے لگن دن محبت اور ان کی شخصیت کی عظمت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب انہوں نے میری کتاب، ”سوال کی موت“ کا دیباچہ لکھا، تو میں نے میں نے پوچھا کہ ”ماں جی! آپ کو میرے افسانے سن کر میری آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ پھر انہوں نے میرا ہاتھ چوما اور دعا دی۔ میں جب بھی اپنی موٹر سائیکل پر داستان سرائے آتا تو ماں جی مسکرا کر کہیں کہ ”طارق اللہ نے تجھے گاڑی بھی دینی ہے۔“ اور میں مسکرا کر آمین کہتا۔ انکی بے شمار محبتیں۔ احسانات اور شفقتیں اپنی جگہ، مگر مجھے یہ اعزاز بھی



کھل ہوا۔“ ماں جی اپنی والدہ کا نام بڑے احترام سے لیتی تھیں۔ کبھی تھیں کہ ”میں تین سال کی تھی کہ جب میرے والد نے وفات پائی۔ والد صاحب کی وفات کے بعد والدہ نے اپنی تمام زندگی ہماری تعلیم و تربیت پر صرف کر دی۔ وہ ایک اسکول میں ملازمت کرتی تھیں، کبھی تھیں کہ میرا آبائی شہر، دھرم شالا ہے اور ذات کے لحاظ سے ہم جاٹ کہلاتے تھے۔“ مجھے جب بھی کوئی مشکل پیش آتی، میں ان کے پاس چلا جاتا۔ وہ میرا حوصلہ بڑھاتیں اور مشورہ دیتیں کہ ”عصر کی نماز کے بعد سورۃ رحمن پڑھ کر اللہ سے دعا مانگا کرو۔ اللہ اس مسئلے کا حل خود ہی تمہارے دل میں ڈال دے گا۔ میں نے ماں جی کا ایک افسانہ پڑھا، جس کا عنوان تھا، ”موسم سرما میں

ایک روز جب قدرت اللہ شہاب کی بھانجی آئیں تو بانو آپا کی خوشی دیکھنے والی تھی

نہلی چڑیا کی موت۔“ اسے پڑھنے کے بعد میں ہمیشہ ٹرانس میں چلا جاتا۔ میں نے ایک دن ان سے کہا کہ ”ماں جی! مجھ سے میری ساری کتابیں لے لیں۔ مجھے صرف ایک یہی افسانہ دے دیں۔“ وہ مسکرائیں اور خاموش ہو گئیں، پھر ایک دن میں نے کہا کہ ”ماں جی! میرے پاس زاورا نہیں ہے، میں قیامت کے روز رب کے سامنے کیسے پیش ہوں گا۔ مجھ سے میرا سب کچھ لے لیں۔ صرف ایک جملہ دے دیں، جو آپ کے افسانے ”موسم سرما میں نہلی چڑیا کی موت“ میں ہے کہ ”بس ابو! مجھے دیوانہ بھٹنا یا احمق میں غازی علم دین شہید نہیں بن پایا، لیکن کم از کم یہ چاہتا ہوں کہ میں تری کا وہ آب نہ بیوں کہ جو بیٹیوں کے حقیر کے پیالے میں سر دیا جاتا ہے۔“ یہ سن کر ماں جی مسکرائیں اور خاموش ہو گئیں۔ ماں جی کے سفر آخرت کے موقع پر ہر آنکھ اٹک بارھتی۔ جنازہ میرا کاندھوں پر تھا، مگر یہ جنازہ ہر دل میں بھی تھا۔ داستان سرائے اب خاموش ہو گئی ہے۔ محبت کے خاندان بدوش غدا در بدری لیے کسی اور داستان سرائے کے منتظر ہیں۔ مگر کون جانے کہ یہ انتظار اب کتنی صدیوں کا ہے۔ میں جو کہ زندہ لوگوں پر لکھتا ہوں، نہ جانے کیوں انجام سے ڈرنے والی کہانی کی طرح سہا ہوا بیٹھا ہوں، جیسے موسم سرما میں کسی نہلی چڑیا کی موت ہو گئی ہو۔

نہ ہو۔ آپ کے شرابی یا ورثی امور خاصی اہمیت اختیار کر جائیں گے۔ آپ کی مالی پوزیشن کی بہتری کیساتھ ساتھ گھریلو مسائل بھی حل کر سکیں گے۔ آپ کی اولاد راحت کا باعث ہوگی جبکہ کوئی انعام یا پرائز باطل نکل سکتا ہے۔ ملازمت سے متعلق معاملات احسن طور پر چل سکیں گے اور عزیز و اقارب کے قرب کی قربت بھی حاصل رہے گی۔ آپ کے ہمسائے آپ سے تعاون کرینگے لیکن سیر و سیاحت کارخانہ غالب رہے گا۔ دوست احباب کا تعاون حاصل رہے گا۔



برج حمل Aries
بانی بحث و جھگڑا سے گریز کریں اور اپنے جذبات پر قابو رکھیں۔ پریشانیوں اور مسائل میں اضافہ کا اندیشہ ہے۔ دوسروں کے ساتھ غیر مناسب رویہ سے اجتناب کریں۔ خواہ مخواہ کے مسائل اور پریشانیوں پیش آسکتی ہیں۔ آپ کے محبت بھرے معاملات میں الجھاؤ کی کیفیت پیدا ہو سکتی ہے۔ بیرون ملک سفر کے حصول میں درپیش رکاوٹیں دور ہو سکیں گی۔ سچائی کی بنیاد پر حق کیلئے آواز اٹھا سکتے ہیں جس سے آپ کی ایمانی قوت مزید مضبوط ہو سکتی ہے۔



برج حوت Pisces
آپ کی صحت متاثر ہو سکتی ہے لہذا احتیاط رہیں۔ عشق و محبت کے امور حساس رہیں گے۔ آرٹ کے شعبہ میں دلچسپی بڑھ سکتی ہے۔ بہتر اور مستحکم فیصلے کر سکیں گے۔ آپ کے موجودہ تعلقات میں بہتری آنے کے علاوہ آپ کا نصیب یادری کر سکے گا جبکہ آپ کے کاروباری مسائل حل ہو سکیں گے۔ آپ خود کو پہلے سے بہتر محسوس کریں گے اور حاسدین کی نظر بد سے بچیں رہیں گے۔ آپ کے قریبی لوگوں میں کسی حاسد کے سبب باہمی تعلقات میں کشیدگی آسکتی ہے اس لیے احتیاط برتیں۔



گے۔ دوسروں کو اپنی متناہی شخصیت سے متاثر کر سکیں گے۔ ذاتی امور پر تبادلہ خیال ہو سکے گا لیکن معاملے میں غلط فہمی کا شکار بھی ہو سکتے ہیں۔ کسی چھوٹی بات کو بڑھانے کی کوشش نہ کریں۔ بے احتیاطی کی پریشانی کا باعث بن سکتی ہے لہذا احتیاط برتیں۔ امور میں شرکت کریں۔ دوستوں کے ساتھ اچھا



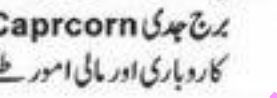
برج عقرب Scorpio
کسی معاملے میں سخت کلامی کا اندیشہ ہے لہذا احتیاط کریں۔ آپ کی کام کرنے کی صلاحیت بڑھے گی جبکہ ترقی کا عنصر غالب رہے گا۔ کسی شخص امور کی تکمیل میں کوشاں رہیں گے۔ کسی شخص دوست کا تعاون اندھیرے میں روشنی ثابت ہوگا جس سے اچھے برے دوستوں کی پہچان ہو سکے گی۔ نئے معاہدے عمل میں آسکیں گے جن پر عملدرآمد مفید رہے گا۔ آرٹ، ادب، فن کے شعبے سے تعلق رکھنے والے افراد فائدے میں رہیں گے۔ آپ کو اپنی صلاحیتیں آمانے کا موقع ملے گا۔



برج قوس Sagittarius
سفر راحت کا باعث بن سکے گا۔ آپ بہتر اور مثبت فیصلے کر سکیں گے لیکن پھر بھی غنی خواہشات جنم لے سکیں گی۔ اجتماعی کاموں میں شرکت کر سکیں گے۔ محنت و لگن ترقی کا پیش خیمہ ثابت ہوگی۔ بچوں کے ساتھ ان کے معاملات کے بارے میں دوستانہ ماحول میں بات کرنے کی کوشش کریں۔ مالی امور کے متعلق اہم فیصلے کر سکیں گے۔ گھر کی مرمت، عزیز و اقارب سے ملنا جانا اور دوسرے معاملات میں ذہنی صلاحیتوں سے کام کر سکیں گے۔



برج جدی Capricorn
کاروباری اور مالی امور طے کرتے وقت خاص احتیاط برتیں تاکہ بعد پچھتاوا



انہیں نظر انداز کریں۔
برج سرطان Cancer
آپ اپنے کام بہتر انداز میں مکمل کر سکیں گے۔ گھر کی تزئین و آرائش میں دلچسپی پیدا ہو سکے گی۔ مالی پوزیشن کی بہتری کیساتھ ساتھ گھریلو مسائل بھی حل کر سکیں گے۔ آپ کی اولاد راحت کا باعث بن سکے گی۔ کوئی انعام یا پرائز باطل نکل سکتا ہے۔ ملازمت سے متعلق معاملات احسن طور پر حل ہو سکیں گے جبکہ عزیز و اقارب کی قربت حاصل رہے گی۔ آپ کے ہمسائے تعاون کریں گے۔



برج اسد Leo
آپ کے گھریلو معاملات آپ کی خاص توجہ کے متعلق ہو سکتے ہیں۔ شرابی کام منافع بخش رہیں گے۔ طویل المدتی سرمایہ کاری کرتے وقت اچھی طرح سوچ بچار کریں تاکہ بعد میں پچھتاوا نہ ہو۔ آپ کے دوست مددگار رہیں گے جس سے آپ کی خود اعتمادی میں اضافہ ہو سکے گا۔ آپ کی صحت بہتر ہو سکے گی۔ اپنے طے شدہ مقاصد کے حصول میں کامیابی حاصل کر سکیں گے۔ کسی قریب کا اہتمام ہو سکتا ہے۔



برج میزان Libra
کچھ غنی خواہشات جنم لے سکتی ہیں۔ آپ کی صحت بہتر رہے گی۔ اپنے جذبات اور غصے پر قابو پانے کی کوشش کریں۔ دوسروں سے بحث و جھگڑا سے گریز کریں۔ لڑائی کی صورت پیش آسکتی ہے۔ موجودہ مسائل اور پریشانی میں اضافہ کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔ عزیز و اقارب اور بہن بھائیوں کے تعاون سے گھریلو خانگی مسائل کا حل کافی حد تک ممکن بن سکیں گے۔



مالی امور میں ذمہ داریاں بڑھیں گی جبکہ گھریلو امور بہتر انداز سے طے پائیں

برج ثور Taurus
آپ کی شخصیت پر وقار ہونے سے آپ کی ذہنی و قلبی صلاحیتیں اجاگر ہو سکیں گی۔ اپنے جذبات کی بہتر انداز میں عکاسی کر سکیں گے۔ بچوں کے مستقبل کی منصوبہ بندی کرنے کیلئے شخص احباب سے مشورہ مفید رہے گا۔ روزمرہ کے معمولات میں مصروف رہیں گے۔ ترقیاتی سکیموں میں رجحان رہنے کے علاوہ کوئی مقامی سفری پیش آسکتا ہے۔ کسی تفریحی پروگرام سے لطف اندوز ہو سکیں گے۔ صحت، ملازمت اور سفر سے متعلق امور توجہ طلب ہو سکتے۔



برج جوزا Gemini
صحت کے متعلق مختلف معلومات حاصل ہو سکیں گی۔ معاملات بہتر انداز میں حل ہو سکیں گے جبکہ شریک حیات کا تعاون حاصل رہے گا۔ آخر حیات بتدریج اضافہ کا امکان ہے لہذا احتیاط رہیں۔ مطالعہ وغیرہ کا رجحان ہوگا لیکن عملی کامیابی کیلئے افرادی کوششیں کر سکیں گے۔ ملازمتی اور مالی لحاظ سے آپ کی پوزیشن بہتر ہوگی۔ کاروبار میں ترقی کا رجحان ہوگا لیکن اس دوران ہمیشہ افراد کی مدد کی ضرورت پیش آسکتی ہے۔ اہم امور میں غفلت برتیں اور نہ ہی دوسروں پر زیادہ انحصار کرتے ہوئے



جن کا آج تک کوئی نجومی جادوگر، ہندو، پنڈت، سکھ، عیسائی شاہ، بنگالی کام نہ کر سکا ہو وہ لوگ ہم سے رابطہ کریں

وہ دعا ہی کیا جس میں اثر نہ ہو وہ علم ہی کیا جس میں عمل نہ ہو وہ آنکھیں ہی کیا جن میں شرم نہ ہو

ہمارا علم سات سمندر پار اثر کرتا ہے

عام شمشسی باوا

اسے ایمان والو اپنی پریشانیوں کو مت چھپاؤ۔ چھپانا گناہ ہے ★ علاج سنت ہے ہم جو کہتے ہیں وہ اللہ کے فضل و کرم سے کر کے دکھاتے ہیں

میرے مرشد کی عنایت کی ہوئی چیزوں سے خود ہم کلام ہو کر اپنا کام منٹوں، سیکنڈوں، گھنٹوں اور دنوں میں کر دیتے ہیں

یقین کے ساتھ عمل کر دیتے ہیں حکم عمل کو ضائع کر سکتا ہے | مرد کے دل و دماغ پر قبضہ کا لے و علمی علم کی کاٹ و پلٹ کی ماہر اعظم

دائرہ عملیات میں فوری کامیابی حاصل کریں ہر وہ کام جس کی آپ خواہش رکھتے ہوں

علم چلتا ہے اگر چلانے والا ہو

تمام مسائل کا حل رازداری اور پورے خلوص و کوشش سے کیا جاتا ہے

محبوب کو تر پتا اپنی آنکھوں سے دیکھیں

ایک نظر انسان کی ہوتی ہے اور دوسری نظر ہوائی مخلوق کی۔

یہ جلی نظر کسی کامیاب انسان پر پڑے جائے تو مایوسی اس کا مقدر بن جاتی ہے

من پسند شادی کروانے والا واحد مرکز

طلاق کروانی ہو یا رکوانی ہو

سوتن کا روگ

چلتا کاروبار رک جائے

اولاد کی بندش

رشتوں کی بندش

دشمن کو زبرد کرنا

لاٹری کا پہلا نمبر اور میچوں کی ہارجیت گارنٹی کے ساتھ یقینی حاصل کریں

3 روز عملیات کے ماہر اعظم سے ہر کام 3 سیکنڈ 3 منٹ 3 گھنٹے میں بذریعہ موکلات

0302-2710183

0301-3346619

جادوگری کی دنیا میں کوئی بھی عامل ہمیں مات نہیں دے سکا

گھر بیٹھے اپنے ہر مسئلے کا حل کروائیں

2 کا چیلنج

جن کا آج تک کوئی نجومی جادوگر، ہندو، پنڈت، سکھ، عیسائی شاہ، بنگالی کام نہ کر سکا ہو وہ لوگ ہم سے رابطہ کریں

آپ کی تمام پریشانیوں کو اپنی دعاؤں میں سمیٹنے والے اگر کالے علم میں طاقت ہونی تو دنیا میں اسلام نہ پھیلتا

سچائی کی دنیا میں اک پر اعتماد نام جب ہر راستہ بند ہو جائے تو مایوسیاں گھیر انگ کرتی ہیں ان حالات میں اللہ کے ذکر اور صحیح رہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے خوشیاں گھروں میں بیٹھ کر نہیں بلکہ ڈھونڈنے سے ملتی ہیں میری ہر طرح کی بھلائی آپ کی خدمت کیلئے ہے

محترم میری مائیں، بہنیں، بیٹیاں جو میرے کیے ہوئے عملیات سے پرسکون زندگی گزار رہی ہیں وہ نماز پڑھ کر دعا کریں کہ اللہ کی ذات مجھے اہل ایمان کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے

طلاق کا مسئلہ، سوتن کا روگ مٹانے والے خاندانی عملیات سے من پسند شادی کرنے والے حضرات فوری رابطہ کریں

زندگی کا ساتھی، ساس، بھو اولاد کرے آپ کی پوجا

خاندانی عملیات کے 2 روشن چراغ

0300-2156734

پروفیسر جمال جلالی

پاکستان

0300-4400434

محتاجی ختم گھر بیٹھے خود جنتی، کالی دیوی، آتماؤں کی حاضری میں ہر ناممکن کام کو ممکن بنائیں

ہمارے عملیات سے آجڑے ہوئے گھر آباد ہو جائیں گے

روئے ہوئے مان جائیں گے، چھڑے ہوئے مل جائیں گے

کے بعد چہرہ دھو لیں۔ اس سے بھی سورج سے جھلسی ہوئی جلد صاف ہو جاتی ہے۔
☆ چہرے کے کھار کے لئے شہد اور نمائز کا رس ہم وزن لے کر اس مرکب کو روئی کی مدد سے چہرے اور گردن پر لگائیں اور 15 منٹ کے بعد چہرہ دھو لیں۔
☆ چہرے پر چمک لانے کے لئے 2 چائے کے چمچے نمائز کا رس اور 4 چائے کے چمچے دہی ملا کر

سے سیاہ کیوں کا خاتمے کے لیے ناک پر اچھی سی کولڈ کریم سے مساج کرنے کے بعد مل کے کپڑے سے کریم اتار لیں، اب لیموں کے رس دار چھلکے کو ناک پر رگڑیں اور کیوں کو ہاتھ سے دبا کر نکال دیں۔
☆ خشک و بے رونق جلد کیلئے ایک عدد انڈے کی سفیدی میں دو قطرے زیتون کا تیل ایک تازہ لیموں کا جوس تھوڑا سا عرق گلاب اور چمکی بھر ہلدی ڈال کر اچھی طرح مکس کر لیں اب اس مکسچر کو چہرے گردن، کہنیوں اور گھٹنوں پر لگائیں اور خشک ہونے پر نیم گرم پانی سے دھو لیں۔ اس نسخے کے باقاعدہ استعمال سے جلد کی سیاہی اور خشکی دونوں دور ہو جائے گی۔

☆ چہرہ شاداب بنانے کے لئے نمائز کے بوس میں کھیرے کے قلعے کاٹ کر ڈال دیں۔ کھیرے کے قلعوں کو جوس میں پیٹ کر چہرے پر لگائیں اور گھٹنے کے بعد چہرہ دھو لیں۔

☆ سورج سے جھلسی ہوئی جلد کو درست کرنے کے لئے کھیرے اور نمائز کے رس کو ہم وزن لے کر اسے متاثرہ حصوں پر لگ کر 10 منٹ کے لئے چھوڑ دیں اور پھر صاف پانی سے چہرہ دھو لیں، جلد ہی فرق نظر

کے چمچ میں پانی ہی مقدار میں جو کا آنا اور ایک چمکی ہلدی ملا کر پیسٹ بنالیں، اس سے گردن کا مساج کریں اور پانی سے دھوئے کے بعد کسی کریم میں چند قطرے عرق گلاب ملا کر لگا لیں۔ یہ مساج ہفتہ وار کریں، اس سے گردن کی سیاہی دور ہوتی ہے۔

☆ لیموں کے رس دار چھلکے سے جس میں نمی موجود ہو ناخن کا مساج کریں، ناخن صاف اور چمکدار ہو جائیں گے۔
☆ سیاہ ہونٹوں کے لیے ایک کھانے کا چمچ دودھ کی بالائی میں لیموں کے چند قطرے اور عرق گلاب کے چند قطرے ملا کر ہونٹوں کا مساج کریں، اس سے ہونٹ سیاہی مائل نہیں ہوتے۔
☆ کیلے کا ماسک: آدھا کیلا، ایک انڈے کی سفیدی اور ایک چمچ دہی کو اچھی طرح مکس کر کے 15 منٹ کیلئے چہرے پر لگائیں اور پھر دھو لیں۔

☆ کہنیوں اور گھٹنوں کی صفائی کے لیے ایک کھانے کا چمچ سوچی میں، ایک عدد لیموں کا عرق اور ایک کھانے کا چمچ دودھ کی بالائی اتار کر کریم بنالیں اور اس سے کہنیوں اور گھٹنوں کا مساج

حسین و مغر و نظر آنا عورت کی فطرت کا ازلی خاصہ رہا ہے، اس کے لئے پیشتر خواتین مختلف قسم کے جتن اور طریقے استعمال کرتی ہیں۔ خواتین میں مقابلہ حسن کی یہ دوز کب سے جاری ہے اس کے متعلق کچھ عرض کرنا تو ممکن نظر نہیں آتا، ہاں یہ بات ضرور ہے کہ ہر عورت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ دوسری خواتین سے مختلف نظر آنے کے لئے اپنی آرائش و زیبائش پر توجہ دے اور عید کی خوشیوں کا عکس آپ کے چہرے پر ضرور جھلکنا چاہیے۔ آپ کے چہرے کی صفائی آپ کے لباس کے ساتھ ہم آہنگ ہو کر آپ کی شخصیت کو جاذب نظر بنا کر عطا کرے گی اس کے لیے آپ کو کسی بیوٹی پارلر جانے کی ضرورت نہیں بلکہ تھوڑی سی محنت سے آپ اپنی شخصیت کو نکھار سکتی ہیں۔ اس سلسلے میں آپ کے لیے کچھ مشورے پیش کر دیتے ہیں۔ یوں تو ان پر عمل عید سے تین چار روز پہلے کریں تو بہتر ہے لیکن آج کے مصروف دور میں اتنا وقت نکالنا ممکن نہ

آپ کیلئے ہم لائے بیوٹی بکس

عید پر اب آپ کو کسی بیوٹی پارلر جانے کی ضرورت نہیں

لیموں کا چھلکا اور آدھا کپ پانی آپ کی گردن کو جاذب نظر بنا سکتا ہے

کریں، ایسا کرنے سے اس میں موجود نیل آسانی سے نکل جاتا ہے۔
☆ گھٹنے کے چھلکوں کو سکھا کر باریک پیس لیں اور سفوف کو پانی میں حل کر کے چہرے پر لیں اس سفوف سے چہرے کے داغ دھبے اور پھنسیاں دور ہو جائیں گی۔
☆ مسلا ہوا پینٹا اور دودھ کا پاؤڈر ملا کر پیسٹ بنالیں اور اس کے بعد چہرے اور گردن پر لگائیں۔ ماسک لگانے سے پہلے چہرے کو اچھی طرح دھو کر خشک کر لیں یہ ماسک دھوپ سے جلی ہوئی رنگت کو جگ کرتا ہے اور رنگ نکھارتا ہے۔
☆ مہاسوں کو دور کرنے کیلئے مسور کی دال کا اجن گائے کے دودھ میں ملا کر دن میں دو بار لگانا بہت مفید ہے۔ اس سے نہ صرف مہاسے دور ہوتے ہیں بلکہ چہرے کی رونق بھی بڑھتی ہے۔
☆ روکھے بالوں میں چمک پیدا کرنے کے لیے سر دھونے کے بعد ایک کپ پانی میں ایک لیموں کا رس ملانے سے بالوں میں چمک آ جاتی ہے۔
☆ ناک

ہو تو آپ عید سے ایک دو روز پہلے ہی اپنے آپ پر تھوڑی سی توجہ دے سکتی ہیں۔ امید ہے آپ ان پر عمل کرتے ہوئے اپنی شخصیت میں عمدہ نکھار اور جاذبیت پیدا کرنے میں کامیاب ہو جائیں گی۔

☆ گھیریں اور لیموں کا رس ہم وزن ملا کر لگانے سے چہرے کی قدرتی چمک اور خوبصورتی میں اضافہ ہوتا ہے۔

☆ گرمی کے موسم میں دھوپ سے چہرے پر نشان پڑ جاتے ہیں، اس کے لیے ایک لیموں کے رس میں ایک چائے کا چمچ شہد ملا کر ماسک تیار کر لیں اور دس منٹ چہرے پر لگا رہنے دیں اور پھر چہرہ دھو لیں، ناشانات آہستہ آہستہ ختم ہونے لگیں گے۔

☆ آٹکی جلد کے لیے ایک لیموں کے رس میں ایک کھانے کا چمچ مین اور دو چائے کے چمچ عرق گلاب ملا کر ماسک تیار کر لیں اور لگانے کے دس منٹ بعد چہرہ دھو لیں۔
☆ گردن کی صفائی کے لیے ایک لیموں کا چھلکا تقریباً آدھا کپ پانی میں ابال کر غصدا کر لیں اب اس پانی میں چار کھانے

☆ 15 منٹ کے لیے چہرے پر لگائیں اور پھر چہرہ صاف پانی سے دھو لیں۔
☆ صاف ستھری جلد کے لئے نمائز کے گو دے میں مساوی مقدار میں دودھ شامل کر کے بوتل میں بھر کر فریج میں رکھ لیں۔
☆ انگلی کی مدد سے اس آمیزے کو اپنے چہرے اور گردن پر لگائیں اسے 10 منٹ چہرے پر لگا چھوڑ دیں اور پھر صاف پانی سے چہرہ دھو لیں۔
☆☆☆



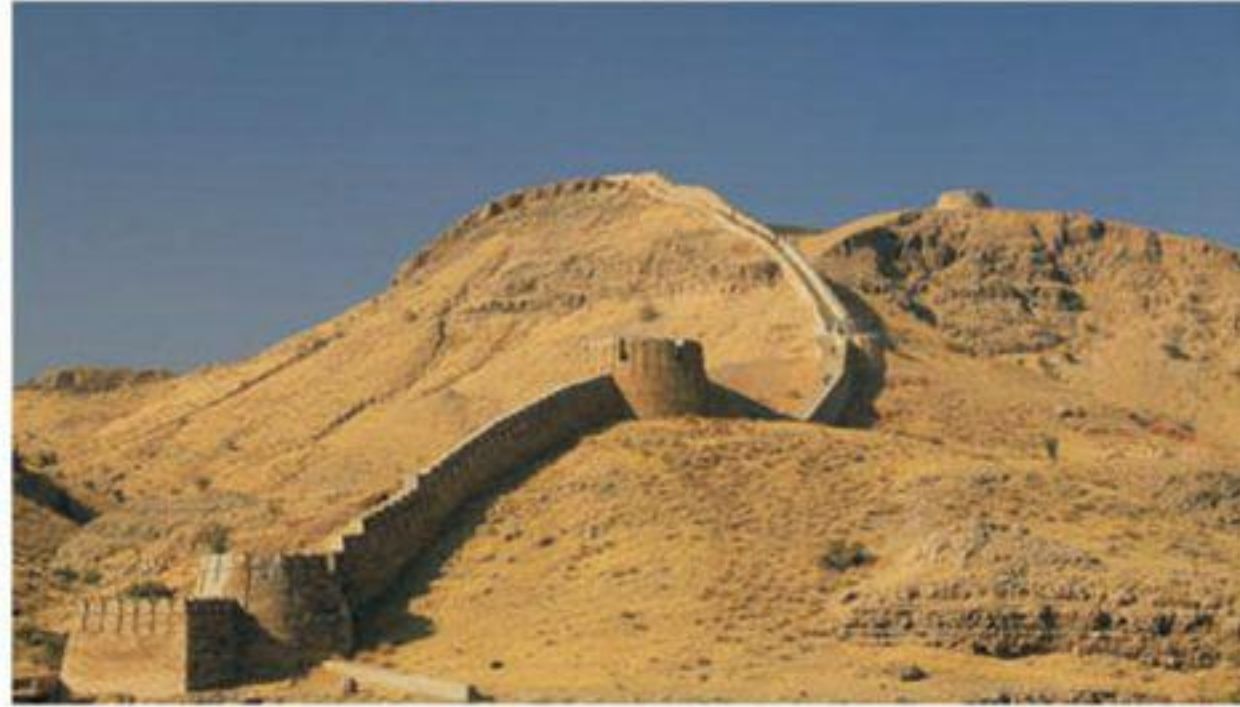
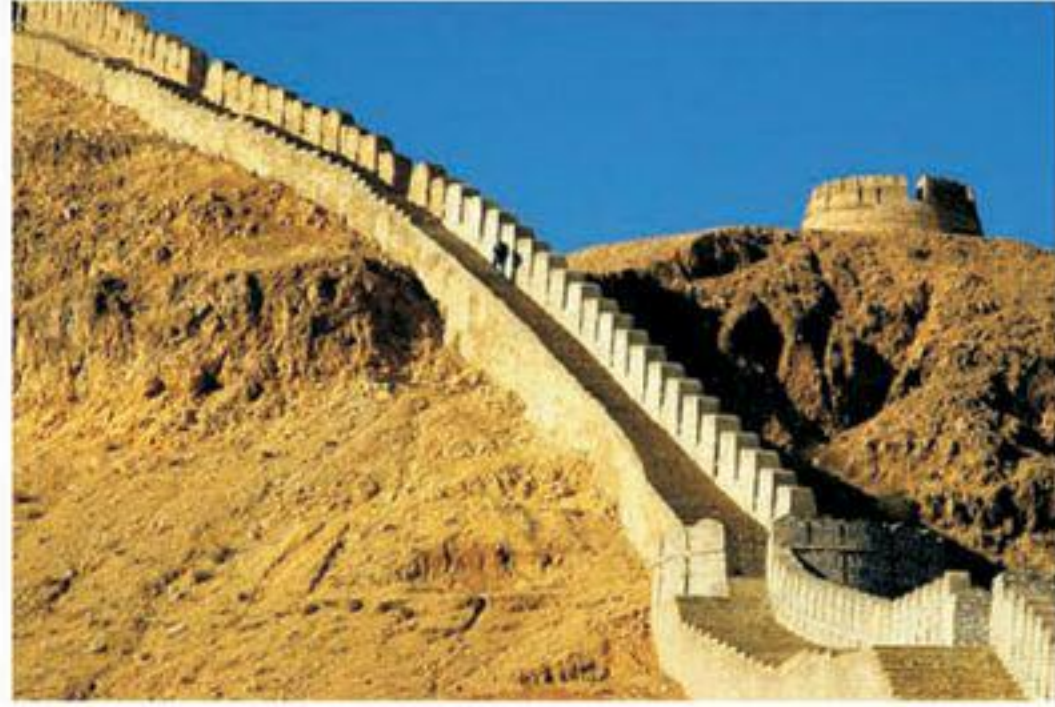
صابر فیاض

اسے اپنی وسعت کے اعتبار سے دنیا کا سب سے بڑا قلعہ قرار دیا جاتا ہے، جو لگ بھگ 30 کلومیٹر ارضی پر محیط ہے، اس کی دیواریں عجائبات عالم میں شامل عظیم دیوار چین سے حیرت انگیز حد تک مشابہہ ہے، جس میں سے ایک دیوار 7777 میٹر اور دوسری تقریباً 3580 میٹر طویل ہے، اس عظیم تعمیراتی عجبے میں واقع ایک قلعے کی اونچائی 580 میٹر ہے، تعمیرات کا شاہکار یہ قلعہ آج بھی بہترین حالت میں ہے اور یہ بات آج تک ایک سرستہ راز ہے کہ پہاڑوں کی اونچائی پر اتنا عظیم الشان قلعہ کس نے، کس دور میں اور کیسے تعمیر کیا؟

اس عظیم الشان قلعے کا نام رنی کوٹ ہے اور یہ حیدرآباد سے لگ بھگ 74 میل اور ضلع جامشور کے شہر سن سے 18 میل کے فاصلے پر کیرتھر کے پہاڑی سلسلے میں واقع ہے۔ کیرتھر پہاڑی سلسلے سمندر سے لگ بھگ ساڑھے چار سے پانچ ہزار فٹ کی بلندی پر واقع ہیں۔ ماہرین کے مطابق یہ پہاڑ کسی دور میں سمندر کے اندر تھے جو ارضیاتی تبدیلی کے نتیجے میں ابھر آئے اور سمندر پیچھے ہٹ گیا، اس طرح رنی کوٹ کے قلعے کی قدامت کا اندازہ بھی ہزاروں سال لگایا گیا ہے۔ سن شہر سے ایک

مقامی لوگوں نے شیر گڑھ کے قلعے تک جانے کے لئے ایک متبادل راستہ تلاش کیا ہے جو پہاڑوں سے گھومتا اوپر جاتا ہے

راستہ پہاڑی سلسلے کی طرف جاتا ہے اور 18 میل کا سفر طے کرنے کے بعد رنی کوٹ تک پہنچا جاسکتا ہے، یہ قلعہ ایک عرصہ تک دنیا کی نظروں سے اوجھل رہا، تاہم 1931 میں ایک انگریز سیاح الیگزینڈر برنس نے دوران سفر اس کا مشاہدہ کیا اور اپنی کتاب میں اس کا ذکر کیا۔ قیام پاکستان کے بعد کرنل عبدالرشید نامی محقق نے ایک جامع تحقیقی مضمون لکھ کر دنیا کی توجہ اس جانب مبذول کروائی۔ وثوق سے یہ بات نہیں کی جاسکتی کہ اس کی تعمیر کس دور میں



ہے۔ میری کوٹ پہلے آتا ہے اور قابل رسائی ہے جبکہ شیر گڑھ انتہائی بلندی پر واقع ہر جس پر چڑھنا جان جو کھوں کا کام ہے، مقامی لوگوں نے شیر گڑھ کے قلعے تک جانے

یہ قلعہ ایک عرصہ تک دنیا کی نظروں سے اوجھل رہا، تاہم 1931 میں ایک انگریز سیاح الیگزینڈر برنس نے دوران سفر اس کا مشاہدہ کیا اور اپنی کتاب میں اس کا ذکر کیا

ان کے بڑوں نے خود یہ پریاں دیکھی ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ قلعے کی تاریخ صدیوں پر پھیلی ہوئی ہے۔ ایک خیال یہ ہے کہ یہ قلعہ قبل مسیح میں تعمیر کیا گیا، کچھ ماہرین اس قلعے کی تعمیر کو ساسانی دور سے جوڑتے نظر آتے ہیں، کچھ کا خیال ہے کہ اس کا طرز تعمیر یونانی ہے اور یہ اس دور کی یادگار ہے جب یونانیوں نے سندھ کا رخ کیا تھا، ایک خیال یہ بھی ہے کہ یہ قلعہ سندھ کے عرب گورنر عمران موسیٰ برکی نے تعمیر کیا تھا، تاہم یہ سب موضوعات تحقیق طلب ہیں، مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ سندھ میں آج تک اس قلعے کی اصل تاریخ کھوجنے کے لئے کوئی سنجیدہ کوشش نہیں کی گئی ہے۔

☆☆☆

راتوں میں

آخر کس دور میں تعمیر کیا گیا تھا۔

رنی کوٹ کا قلعہ ماہرین کے

نزدیک دریافت تاریخ میں دنیا کا سب سے بڑا قلعہ ہے،

ایک عظیم الشان دیوار کے بعد جو حیرت انگیز طور پر دیوار

چین سے مشابہہ ہے

، دو قلعے ہیں، جن

میں سے ایک کا نام

میری کوٹ اور

دوسرے کا شیر گڑھ

سندھ کی عظیم دیوار چین

رنی کوٹ کا قلعہ: ایک سر بستہ راز

اسے دنیا کا سب سے بڑا قلعہ کہا جاتا ہے



تہذیب و تمدن

18 جون 2017ء

تری حمد و
ستائش بولنے کو
میں داؤدی تلاوت چاہتا
ہوں

ہوئیں گیت گاتی ہیں
خوشی سے جھومتا ہے بونا بونا عید کا دن ہے
ہر اک جانب ہے شادابی
ہر اک چہرہ ہے مہتابی
نگوں کا رنگ بھی ہے گھرا گھرا عید کا دن ہے
لباسوں کے نظارے ہیں
رواں رنگوں کے دھارے ہیں
بنا خوشبو کا مسکن کوچہ کوچہ عید کا دن ہے

حفظ تائب

عید رنگ

ہوئے زمزمہ سرافضا میں عید رنگ ہے
امنگ ہی امن ہے
جہر کے اور کھڑکیاں

لیات القدر
اللہ تعالیٰ نے خلقت کو خوب نوازا اس شب میں
قرآن جیسا آئین ابد نازل فرمایا اس شب میں
یہ رات بھلائی میں بہتر اک عمر کے کار خیر سے ہے
ہر والا پاتا ہے مقصود تمنا اس شب میں
اس شب میں اترتے ہیں جبریل و ملک لے کر احکام خدا
الطاف و کرم کا لٹا ہے تا فجر خزانہ اس شب میں
اس شب میں سب انسانوں کی تقدیر بنائی جاتی ہے
ہر مسئل کا حل ہوتا ہے پر حکمت و اعلیٰ اس شب میں
اس شب کی عظمت و برکت کا اندازہ کوئی کیا کر پائے
محبوب کی امت کو حق نے کیا کچھ نہیں بخشا اس شب میں
اللہ نے لیل مبارک اس کو خود قرآن میں فرمایا
پیاسوں کے تجس میں رہتا ہے فضل کا دریا اس شب میں

حیدر کرار رضی اللہ عنہ

نیر عفت کردار جناب حیدر
سربرس مطلع انوار جناب حیدر
قریب علم کے در تاج رسالت کے گہر
معرفت کے ہم زغار جناب حیدر
بزم میں موجہ کبھت کی طرح نرم و گداز
رزم میں صورت کھسار جناب حیدر
ایک آئینہ انوار چشم ایمان
ایک گنجینہ اسرار جناب حیدر

حفظ تائب

حضرت علی کرم اللہ وجہہ

منظہر شان و شکوہ مصطفیٰ مولیٰ علی
طیف حق بو تراب و مرتضیٰ مولیٰ علی
اک علامت عزم و استقلال کی ہر دور میں
ایک رعنا پیکر فقر و غنا مولیٰ علی
آسان اتقا وہ نیر برج ولا
قائد ایوان تسلیم و رضا مولیٰ علی
منزلت ہے آپ کی من کست مولیٰ سے عیاں
پہاں بہاں ہارون خیر الانبیاء مولیٰ علی
لائی الا علی ہے جن کا اعزاز و شرف
وہ جری وہ مرد میدان وفا مولیٰ علی
آپ کا ہر فیصلہ عہد آفرین و عہد گر
یاد حکمت برسر چرخ صفا مولیٰ علی
لکھن و معجز نما ہیں ان کے خطبات و خطوط
دور نازک میں تدبیر کی صدا مولیٰ علی
کب جہاں نے دیکھا ان سا شارح ام الکتاب
شان منبر وہ خطیب خوشنوا مولیٰ علی
قابل تقلید کردار ان کا صلح و جنگ میں
گویا ہر میدان میں ٹھہرے رہنما مولیٰ علی

حفظ تائب

سیدنا حضرت علی ابن طالب رضی اللہ عنہ

شاہ خیر ممکن کی یاد آئی
پیشوائے زمن کی یاد آئی
جاں نثار رسول زوج بتول
شیر حق بومسن کی یاد آئی
واکے جس نے ستاروں عقد سے
اس گل افشاں دہن کی یاد آئی
یاد آئیں کائنات کا نقشہ
دست شمشیر زن کی یاد آئی
جس کو پناہ بدن نبی نے کہا
اس مبارک بدن کی یاد آئی
مسکے جب اللہ آئے
بوترابی چلن کی یاد آئی

جب جہالت کے دشت میں بھٹکے
حکمتوں کے چمن کی یاد آئی
دل کو تسکین ہوئی تائب
جس گھڑی چمن کی یاد
آئی

حفظ تائب

گلہائے عقیدت

ماہ صیام کے موقع پر معروف شعرا کرام کے حمدیہ اور نعتیہ کلام سے انتخاب

فرمایا ابو ہریرہ نے اس شب میں عبادت جو بھی کرے
وہ سارے پچھلے گناہوں سے پائے چھٹکارا اس شب میں
حفظ تائب

جشن عید

سازایام نے پھر چھڑ دیے
اک نئی شان سے نغمات نشاط
لوٹ کر آگے لگات نشاط
نشد کیف کا سیلاب لئے
عشر تیں رقص کناں ہیں ہر سو
اب کے آئی ہے کچھ اس طرح سے عید
پر کئی دیتی ہے پیغام نوید
تاہیں عطر نشاط ہیں ہر سو
اس سے چند پرانی یادیں
دل میں طوفان اتحاد جیتی ہیں
مجھ کو مقبوم بنا دیتی ہیں
عمر رفتہ کی سہانی یادیں
پھر بھی آنکھوں میں سے تسکین کی ضرور
بچھ نہیں سکتی میرے عزم کی لو

حفظ تائب

عید الفطر

رحمت حق کا چھٹکارا عید الفطر ہے
روزہ داروں کے لئے انعام عید الفطر ہے
عید کا دن ہے نمود جوش ایمانی کا دن
شان ملت شوکت اسلام عید الفطر ہے
دن ہے تجدید بیان و قادیاری کا دن
اتحاد و تقاریر کا پیغام عید الفطر ہے
یہ فقط آرائش و تزین تین ہی تو نہیں
روح کی پاکیزگی کا نام عید الفطر ہے
زیست کے زعمانیوں کے واسطے تازہ ہوا
اک جواب گردش ایام عید الفطر ہے
آج کے دن بھی اگر محروم فرحت ہیں غریب
اہل ثروت کے لئے دشنام عید الفطر ہے

حفظ تائب

ایام عید

فضاء کا حیرت ہے اجلا اجلا عید کا
دن ہے
چمن ہے زندگی کا مہکا مہکا
عید کا دن ہے
لگا ہیں مسکراتی
ہیں

گھر وندے اور کھڑکیاں
صبا خرام ٹولیاں
ستارہ بار منڈلیاں
عجب سب کا رنگ
امنگ ہے

ہے امنگ ہی

فضاء میں عید رنگ ہے
ڈگر ڈگر گنگر
بکھر گیا ہے آب زر
کھر گئے ہیں خشک وتر
مسرتوں کا ہے سفر
تمسوں کا سنگ ہے امنگ ہی امنگ ہے
فضاء میں عید رنگ ہے
رواں ہے موج زندگی
مٹی دلوں کی کشتی
نفس نفس میں تازگی
نظر نظر میں دلکشی
دلوں میں اک ترنگ ہے امنگ ہی امنگ ہے
فضاء میں عید رنگ ہے

حفظ تائب

ترا لطف نہایت چاہتا ہوں
میں فچھ ہوں بشارت چاہتا ہوں
ترے ہی نام سے ہو حجاج میری
مئے طاعت کی نعت چاہتا ہوں
مقرب جو ترے پاتے رہے ہیں
وی بھدوں کی لذت چاہتا ہوں
رگ و پے میں اتاروں یاد تیری
دل و جاں میں بھی فرحت چاہتا ہوں

حفظ تائب

خدا لطف و کرم ہے تیرا
بہا لطف و کرم ہے تیرا
ابتداء تیری توجہ سے ہوئی
انتہاء لطف و کرم ہے تیرا
تو ہمیشہ سے ہمیشہ تک ہے
اور سدا لطف و کرم ہے تیرا
شکر جتنا بھی کریں ہم کم ہے
کیا سے کیا لطف و کرم ہے تیرا
تیری رحمت کہیں محدود نہیں
جا بجا لطف و کرم ہے تیرا
ہاتھ پھیلائے کھڑی ہے دنیا
دعا لطف و کرم ہے تیرا
کئے اعجاز دکھائے تو نے

اے خدا لطف و کرم ہے تیرا
بہا لطف و کرم ہے تیرا
ابتداء تیری توجہ سے ہوئی
انتہاء لطف و کرم ہے تیرا
تو ہمیشہ سے ہمیشہ تک ہے
اور سدا لطف و کرم ہے تیرا
شکر جتنا بھی کریں ہم کم ہے
کیا سے کیا لطف و کرم ہے تیرا
تیری رحمت کہیں محدود نہیں
جا بجا لطف و کرم ہے تیرا
ہاتھ پھیلائے کھڑی ہے دنیا
دعا لطف و کرم ہے تیرا
کئے اعجاز دکھائے تو نے

حفظ تائب

نعت شریف

سوچتے سوچتے جب سوچ ادھر جاتی ہے
روشنی روشنی ہرست بھر جاتی ہے
دھیان سے جاتا ہے غم سے رسوائی کا
جب مدینے کی طرف میری نظر جاتی ہے
اڑتے اڑتے ہی کبوتر کی طرح آخر کار
سبز گنبد پرمی آنکھ ٹھہر جاتی ہے
میں گزرتا تو وہاں جاں سے گزرتا چپ چاپ
یہ ہوا کیسے مدینے سے گزرتا جاتی ہے
بخت میں مجھ سے تو اچھی ہے رسائی اس کی
جو مدینے کو ترے راہ گزرتا جاتی ہے
رات جب اٹنے لگتی ہے دیدار کے بعد
جتنے آپ کے قدموں کو سحر جاتی ہے
بکھلے یہ ڈوری ابھی رہے دنیا میں شمار
زندگی جا کے مدینے میں سنور جاتی ہے
اختر شمار (لاہور)

نعت شریف

یہ مرحلہ ہے طلب کا نصیب کا نہیں
وگرنہ کس سے در مصطفیٰ کھلا نہیں ہے
نظر سے دل کی مسافت پہ ہے مدینہ مجھے
کسی بھی دشت نوردی کا فائدہ نہیں ہے
اب اس سے بڑھ کر ہو تبلیغ کیا محبت کی
ترے عدد کو بھی تجھ سے کوئی گدہ نہیں ہے
یہ راز صرف ثناء خواں جانتے ہیں ترے
تجربہ کو ہے تری توصیف کو فنا نہیں ہے
ابھی وہ باب کرم مجھ پہ وا ہوا ہی تھا
میں یہ بھی بھول گیا مرے پاس کیا نہیں ہے
ترے سب سے مرے رابطے میں رہتی ہے
وہ ایک رات مرا جس سے سامنا نہیں ہے
ظہر فراغ

احسان علی حیدر

نام بھی لاشیہ معیار بھی لاشیہ



www.lasaniindustries.com

ٹانسلز کے آپریشن سے پہلے ایک بار ضرور آزمائیں۔

صرف توت سیاہ نہیں بلکہ



توت سیاہ + ملٹھی

- درد میں افاقہ کرتا ہے۔
- گلے کی سوزش دور کرتا ہے۔
- آواز بیٹھ جانے میں مفید ہے۔
- گلے کی خرابی کی وجہ سے ہونے والی حرارت کو ٹھیک کرتا ہے۔

سیرپ پر اصرار کریں

Copy Right No. 24432 Trade Mark No. 277568

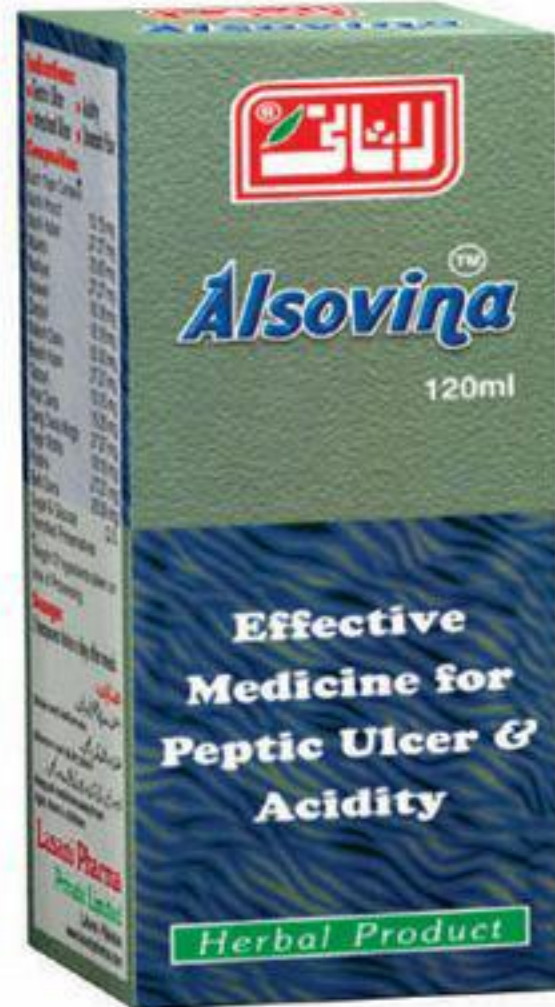
قدرتی جڑی بوٹیوں سے تیار کردہ السر کیلئے لاشیہ کی ریسرچ پراڈکٹ

سفوف اور سیرپ

السوویناTM

السر کیلئے موثر ترین دوا

- معدہ کے السر، تیز ابیت اور درد کو ختم کرتا ہے۔
- مستقل بڑھی ہوئی تیز ابیت کو معمول پر لاتا ہے۔
- نظام ہضم کی سوزش اور ورم کو ختم کرتا ہے۔
- فاسٹ فوڈ اور تیز مریج مصالحہ سے متاثر معدہ کی اصلاح کرتا ہے۔



Copy Right No. 29907 Trade Mark No. 205741

بہتر اور فوری نتائج کیلئے لاشیہ عرق سونف میں ملا کر استعمال کریں

تمام دوائیں بچوں کی پہنچ سے دور رکھیں۔ طبیعت زیادہ تراب ہو تو معالج سے رجوع کریں۔

lasanipharma@yahoo.com
info@lasanipharma.com

Ph: 042-37188844-37188855
Fax: 042-37188866

پرائیویٹ
لیمیٹڈ لاشیہ فارما

دفاتر

طبی ہیلپ لائن
0302-8447784

0300-0724021
091-2612374

پشاور

0300-0724140
0300-0724166
021-36375040

کراچی

0300-0724199
0300-0724117
041-8849199

فیصل آباد

0300-0724123
051-5533530

راولپنڈی

0300-0724132
0300-0724102
081-2826614

کوئٹہ

0300-0724142
0300-6373271
061-4574413

ملتان

0300-0724143
0300-4517175

شیخوپورہ